REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO.-A/GDP-3

جلد ۳۶ — شمارہ ۴۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۴۵ روپے، ششماہی ۲۳ روپے، ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۶۰ روپے، فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly "BADR" Qadian 143516

۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ ہجری — ۲۹ اخاء ۱۳۶۶ ہش — ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH—160012 (

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۵ اخاء اکتوبر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ملنے والی اطلاعات کے مطابق حضور پر نور ان دنوں مختلف مقامات پر مراکز اور مساجد کے قیام کے سلسلہ میں کینیڈا اور امریکہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل وکرم سے ہمارے جان ودل سے پیارے آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو اور مقاصد عالیہ میں حضور پر نور کو معجزانہ فائز المرامی عطا فرمائے آمین۔

● — مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

شعائر اللہ کا احترام حقیقی تقویٰ کی علامت ہے!

قادیان کے مقامات مقدسہ اپنی بقا اور تعظیم کیلئے آپ سے ایک مثالی قربانی کا مطالبہ کر رہے ہیں

آپ بھی ہر بھٹکی رُوح تک وہ پیغام حق پہنچائیں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیا تھا ان مقامات سے بلند ہوا تھا

لجنہ اماءاللہ مرکزیہ بھارت کے دوسرے سالانہ اجتماع کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لندن
۲۶-۹-۱۳۶۶ / ۱۹۸۷

میری عزیز بہنو اور بچیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لجنہ اماءاللہ ہندوستان کے سالانہ اجتماع کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور اس کے شیریں ثمرات سے آپ سب کو وافر حصہ عطا فرمائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کی جماعتوں میں ذیلی تنظیموں کے قیام اور اُن کے مقاصد کے حصول کے لئے نئے نئے پروگرام بنانے کی طرف توجہ ضرور پیدا ہوئی ہے لیکن ابھی تبلیغ اور تربیت کے میدان میں آپ کی خاص توجہ کے متقاضی ہیں۔ ہندوستان کی جماعتیں اس میدان میں ابھی بہت پیچھے ہیں آپ اس دور میں حقیقی اسلام کی نمائندہ ہیں۔ اس کا حق ادا کرنے کی اولین ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ آج آپ اُن مقامات پر آباد ہیں جہاں سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا تھا۔

آج اس تسلسل میں میں آپ کی توجہ ایک خاص قربانی کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ"

شعائر اللہ کا احترام حقیقی تقویٰ کی علامت ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز قادیان بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔ اس کا چپہ چپہ جماعت کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اس کے اندر وہ گھر بھی ہیں جو بمنزلہ کشتی نوح ہو کر ساری جماعت کے لئے عافیت کا حصار ہیں۔ خدا کے پاک مسیح کی اس تخت گاہ کے درودیوار "امن است در مکان محبت سرائے ما" کی تعبیر ہیں۔

آج یہ سب مقامات مقدسہ اپنی روحانی بقا اور روحانی تعظیم کے لئے آپ سے ایک بے مثال قربانی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ قربانی کیا ہے؟ بھٹکی ہوئی پیاسی روحوں کو اللہ اور اس کے رسول

(باقی صفحہ ۶ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸/۱۹/۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال وانوار وبرکات نازل فرمائے آمین۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ ر اخاء ۱۳۶۶ ہش

اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی

مندرجہ عنوان الفاظ درحقیقت انجیل متی کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو دورِ حاضر میں بڑی وضاحت کے ساتھ پورے ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔" (متی ۲۳/۳۹)

انجیل کی اصطلاح میں خداوند اور ابن آدم سے مراد حضرت مسیح ابن مریم ہوتے ہیں۔ اس آیت میں صاف بتا دیا گیا ہے کہ جب تک عیسائی اپنا یہ عقیدہ تبدیل نہ کریں گے کہ آخری زمانہ میں آنے والا مسیح خود نہیں بلکہ اس کا ہم نام ان کا آئے گا۔ اس وقت تک وہ مسیح کو ہرگز پہچان نہ سکیں گے۔

آگے چل کر اس پیشگوئی کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ:-

"جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔۔۔ سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔۔۔۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی (متی ۲۴/۲۷-۳۱)

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام جن کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے پورب میں ظاہر ہوئے اور آپ کا تبلیغی نظام بجلی کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ پچھم تک پھیل گیا اور اب تک لاکھوں کی تعداد میں عیسائی بھائی بھی اس حقیقت کو سمجھ کر آپ کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ "اور سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا" ان الفاظ میں دراصل اس عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو قرآن و حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے مہدی کے دو ایسے نشان ہیں جو کسی مامور کے زمانہ میں پورے نہیں ہوئے کہ تیرھویں چاند اور اٹھائیسویں سورج کو رمضان المبارک میں گرہن ہوگا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۹۴ء میں جب آسمان پر یہ نشان دکھایا گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی کے ساتھ اپنی صداقت کے لئے اسے پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔۔۔۔ مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لیکر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳)

پس آسمانی تائید و نصرت اور قدرت اور جلال کا یہ نشان بڑی عظمت کے ساتھ آسمان پر مسیح موعود کی صداقت کے لئے ظاہر ہوا۔ "اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ظہور کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق ایک ایسا انکشاف فرمایا کہ جس کے نتیجہ میں زمین کی ساری قوموں کے چھاتی پیٹنے کا سامان ہو گیا۔ وہ انکشاف یہ تھا کہ قرآن کریم احادیث نبوی اور بائبل اور تاریخ عالم اور عقلی و نقلی دلائل سے اس بات کو اظہر من الشمس کر کے ثابت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے زندہ بچ کر اپنے حواریوں سے ملاقات کرتے ہوئے ہجرت کر کے ہندوستان اور کشمیر آئے اور یہاں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو پایا تو آپ پر ایمان لائیں اور حدیث نبوی کے مطابق ایک سو بیس سال کی عمر پا کر سرینگر محلہ خانیار میں وفات پائی اور اب تک وہاں ان کا مقبرہ موجود ہے۔ اس انکشاف کو آج اتنی بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ اس کی صدائے بازگشت بڑی قوت و طاقت کے ساتھ مرکز صلیب یورپ سے بھی سنائی دے رہی ہے۔ جہاں بے شمار لٹریچر اس حقیقت پر شائع ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے۔ کفنِ مسیح پر اب تک یورپین محققین نے جو تحقیق پیش کی ہے اس سے بھی یہی ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ ہی اتارے گئے تھے۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پر عظمت انکشاف سے زمین کی ساری قوموں کے چھاتی پیٹنے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں یہودی اس لئے چھاتی پیٹتے ہیں کہ ان کا عقیدہ بائبل کی رو سے یہ ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے حضرت مسیحؑ کو صلیب پر مارنے کی کوشش کی تھی لہٰذا حضرت مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچ جانے کی وجہ سے ان کا عقیدہ اور مذہب باطل ہو جاتا ہے اور انہیں حضرت مسیحؑ کی سچائی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ عیسائیوں کے لئے چھاتی پیٹنے کا اس طرح سامان ہو گیا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر لعنتی موت قبول کر کے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ اور اس کفارہ پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے لہٰذا ان کو تائب ہونا پڑتا ہے۔ مسلمانوں کے شیعہ سنی فرقوں کے لئے اس طور سے چھاتی پیٹنے کا سامان ہو گیا کہ یہ حضرت مسیحؑ کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر جانے اور اس آخری زمانہ میں ان کی آمد ثانی کے قائل ہو گئے تھے جبکہ واضح طور پر حدیث نبوی میں ان کی عمر ایک سو بیس سال بتا دی گئی تھی۔ اور قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کہ نہ حضرت مسیح کو انہوں نے قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا بلکہ ان کے لئے یہ معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ پس ان کے اس عقیدہ کے باطل ہونے سے ان کے لئے بھی چھاتی پیٹنے کا سامان ہو گیا۔ جبکہ قرآن کریم میں دو جگہ حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے "توفی" کا ذکر موجود ہے جس کے معنی قبض روح کے ہیں اگر زمین سے مراد ارض فلسطین لی جائے تو مندرجہ بالا تمام قومیں ارض فلسطین سے تعلق رکھتی ہیں جن کے لئے اس انکشاف کی وجہ سے چھاتی پیٹنے کے سامان ہو گئے ہیں۔ اور اگر تمام زمین مراد لی جائے تو ہندوستانی قومیں بھی اس سے متاثر ہوئی ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں حضرت مسیح کے آنے کے زبردست ثبوت ملے ہیں۔ پنڈت جواہر لعل نہرو۔ آنجہانی سابق وزیراعظم ہند نے بھی اس کا اپنی تحریر میں اقرار کیا ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب میں بھی حضرت مسیح کے یہاں آنے اور تعلیم کے ایک دوسرے کے متشابہ ہونے کے بڑے زبردست ثبوت ملے ہیں۔ اور اس طرح زمین کی سب قوموں کے چھاتی پیٹنے کے سامان ہو گئے ہیں۔

پس آج انجیل مقدس کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ "مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے"۔ حضرت مسیح کے نام پر آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عظیم الشان انکشاف کے نتیجہ میں زمین کی ساری قوموں کے لئے چھاتی پیٹنے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں اور انجیل کی یہ پیشگوئی بڑی عظمت کے ساتھ زمین کے کناروں تک پوری ہو رہی ہے کہ:-

"اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی"

سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسائی اب تک جبکہ ایک صدی گذر رہی ہے بہت ہی کم تعداد میں کیوں ایمان لائے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق تیسری صدی کے اندر اندر یہ لوگ سب ایمان لے آئیں گے اور حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کے جھوٹے عقیدہ سے توبہ کر لیں گے۔ اور اب تک ان کا کثیر تعداد میں ایمان نہ لانا بھی اس وجہ سے ہے کہ انجیل میں یہ پیشگوئی کئی جگہ کی گئی ہے کہ مسیح کا آنا چور کی طرح چھپ کر آنا ہوگا۔ اور عیسائیوں کو گمان بھی نہ ہوگا کہ مسیح آجائے گا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دن آئے گا۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کونسے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگانے دیتا اس لئے تم بھی تیار رہو۔ کیونکہ جس دن تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا۔" (متی باب ۲۴ آیت ۴۲، ۴۳، ۴۴)

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ نور حق دیکھو راہ حق پاؤ۔

(عبد الحق فضل قائم مقام ایڈیٹر)

خطبہ جمعہ

ہمیں ابھی سے خدمتِ دین کی صفِ اوّل میں کام کرنے والوں کی تعداد کو بڑھانا چاہیئے

اللہ کی تقدیر نے ثابت کیا ہے کہ خدا کے بہادر بندوں کے سامنے قحط الرجال نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی

اس نکتہ نگاہ سے کہ ہمارے اندر پوشیدہ صلاحیتیں موجود ہیں دنیا کی ہر جماعت میں باقاعدہ منصوبہ بننا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ ظہور (اگست) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید غازی صاحب ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورۃ النساء کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ
وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ (آیت ۹۶، ۹۷)

اور پھر فرمایا:-

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ مومنوں میں سے وہ لوگ جو بیٹھ رہنے والے ہیں سوائے اس کے کہ وہ بیماری یا کسی دیگر آزار کے باعث مجبور ہوں اس قسم کی تکلیف کے نتیجے میں وہ عملاً کسی کام میں حصہ نہ لے سکتے ہوں، پس ایسے لوگ جو مومنوں میں سے بیٹھ رہنے والے ہیں وہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ ایک جیسے نہیں۔ یعنی وہ مجاہدین فی سبیل اللہ، جو اپنے اموال کے ذریعے بھی جہاد کر رہے ہیں اپنی جانوں کے ذریعے بھی جہاد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے مجاہدین کو جو اپنے اموال اور جانوں کے ذریعے خدا کی راہ میں جہاد میں مصروف ہیں، بیٹھ رہنے والوں پر ایک غیر معمولی درجہ عطا فرمایا ہے۔ ایک شاندار درجہ عطا کیا ہے ..... وکلا وعد اللہ الحسنیٰ حالانکہ ویسے تو سب مومنوں کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے حسن سلوک کا وعدہ فرمایا ہے۔ سب کے لئے بھی جنت عطا کرنے والا ہے و فضل اللہ المجٰھدین علی القٰعدین اجراً عظیماً ... لیکن مجاہدین کے ساتھ جو غیر معمولی خفگاؤں کا سلوک ہے، بیٹھ رہنے والوں کو اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ ان کے اوپر غیر معمولی درجہ اور غیر معمولی رحمتوں کی بارشیں ہوں گی۔ جو مجاہدین ہیں۔ درجٰتٍ منہ یہ ایسے عظیم مقامات ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملنے والے ہیں۔ درجہ کی بجائے یہاں "درجٰت" کہکر یہ غلط فہمی دور فرما دی کہ ایک ہی خاص مرتبہ ان کو عطا ہو گیا۔ درجٰتٍ منہ، یہ ایک لامتناہی درجات کے سلسلے کا وعدہ فرما دیا گیا۔ تو پہلا لفظ درجۃ جب واحد میں استعمال ہوا تو اس بعد کے درجٰت نے یہ مسئلہ کھول دیا کہ وہ درجہ کن معنوں میں ہے۔

عربی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ میں ایک واحد لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے خصوصیت کے ساتھ، اس کے اندر بہت ہی عظیم الشان معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس کے اندر غیر معمولی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی معنے میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم "رسولٌ منہ" کے طور پر بیان فرمایا گیا۔ کہ بہت ہی عظیم الشان رسول۔ اسی طرح قرآن کریم میں اور بھی کئی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نکرہ کے طور پر لے کر آپ کے عظیم الشان، لامتناہی حد ادراک سے باہر درجات کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

پس درجٰت نے یہ بتایا کہ وہاں درجہ کسی ایک خاص فضیلت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ درجہ سے مراد یہ تھی کہ غیر معمولی، بے انتہا بلند مقام اور مرتبہ ان کو عطا کیا گیا ہے۔ اور اس مقام اور مرتبے میں پیچھے بیٹھ رہنے والے شامل نہیں ہیں ..... "درجٰتٍ منہ" یہ مقام اور مرتبہ ایسا ہے کہ اس کے نتیجے میں کثرت کے ساتھ اللہ کی طرف سے ان کو عظیم الشان مراتب عطا ہونے والے ہیں۔ ومغفرۃ ورحمۃ اور بخشش بھی ہے اور رحمت بھی ہے۔ وکان اللہ غفوراً رحیماً اور اللہ تعالیٰ بہت ہی مغفرت کرنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قتال یعنی جہاد کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتال کے وقت جبکہ جہاد تلوار کی جنگ میں تبدیل ہو چکا ہو اس وقت جو لوگ پیچھے بیٹھ رہتے ہیں اور ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا ان کے متعلق تو قرآن کریم میں بہت سخت وعید آتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ مرتبہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا اظہار ملتا ہے۔ اور بہت ہی سخت تنبیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سب نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اگر وہ

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا
(الوصیت)
پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۰ رابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون:- 27.0441
گرام:- "GLOBEXPORT"

پیچھے بیٹھ رہیں گے اور جب ساری قوم موت اور زندگی کی جدوجہد میں مبتلا ہو اور قتال ہو رہا ہو تو کسی مومن کو جو معذور اور مجبور نہ ہو، قرآن کریم یہ حق ہی نہیں دیتا کہ وہ بلا عذر قتال سے باہر رہے۔ اس کے باوجود

یہاں جن قاعدین کا ذکر ہے

اُن کا ذکر فرماتے ہوئے دو باتیں بڑی نمایاں نظر آتی ہیں

ایک تو یہ کہ کسی قسم کی کوئی وعید کہیں نہیں ملتی۔ کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں ملتا۔ کوئی نارِ جہنم کی وعید نظر نہیں آتی اور

دوسری بات یہ کہ اگرچہ اُن کے اوپر جہاد کرنے والوں کے درجات کا بیان تو ہے لیکن ان کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے "حسنہ" سے باہر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ جملہ معترضہ کے طور پر بیچ میں آیت کا یہ ٹکڑا شامل فرمایا گیا " وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔

پہلے مضمون کو چھوڑ کر بیچ میں اس کو داخل کر دیا گیا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان لوگوں پر بھی خدا تعالیٰ کا فضل تو بہرحال ہے۔ ان سے حسن سلوک کا وعدہ موجود ہے۔ اس کے باوجود دوسروں کو ان پر بہت فضیلت ہے جو خدمت دین میں بہت آگے آگے اور پیش پیش ہیں۔

پس یہ کونسے مجاہدین ہیں اور یہ کون سے مومنین ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے یہاں ایک خاص رنگ میں روشنی ڈالی اور وہ پیچھے بیٹھ رہنے والے کون سے ہیں۔ جو پیچھے بیٹھ رہنے کے باوجود کسی نہ کسی رنگ میں ثواب میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان کے متعلق اگلی آیت کسی حد تک وضاحت فرما دیتی ہے۔ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (۹۸ : ۶)

اور پھر فرمایا:۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ (۹۹ : ۶)

ان دونوں کے متعلق یہ بیان فرمایا کہ بعض کو محض حسن سلوک کا وعدہ دیا گیا ہے، بعض کو غیر معمولی درجات عطا فرمانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ایک اور گروہ کا ذکر فرمایا۔

ان الذین توفّٰھم الملٰٓئکۃ ظالمی انفسھم ایسے بھی ہیں جو اس حالت میں مرتے ہیں، یعنی خدا کے فرشتے اُن کو اس حالت میں واپسی کا پیغام دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ قالوا فیم کنتم۔ وہ فرشتے اُن سے پوچھتے ہیں، پوچھیں گے، کہ تمہارا کیا حال تھا کیوں تم نے ایسا کیا؟ وہ جواب دیتے ہیں۔ کنا مستضعفین فی الارض۔ ہم زمین میں بہت کمزور سمجھے گئے اور ہم سے کمزوروں والا سلوک کیا گیا۔ اس لئے ہم اپنے دین پر قائم نہیں رہ سکے۔ نیک اعمال پر قائم نہیں رہ سکے۔ ظالمی انفسھم نے یہ بات واضح کر دی کہ

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں

جو مجبوریوں کی حالت میں راہ حق سے یا عقیدتاً ہٹ جاتے ہیں یا عملاً ہٹ جاتے ہیں اور دنیا سے تعلق توڑ لیتے ہیں۔ خاموش ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔ تو یہ وہ قاعدین ہیں جن کا پہلے قاعدین سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الگ ایک تیسری قسم ہے جس کا بیان ہو رہا ہے۔ قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فرشتے اُن کو جواب دیں گے یا جواباً پوچھیں گے کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہیں تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کر کے چلے جاتے۔ فاولٰٓئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیراً یہ وہ لوگ ہیں جن کو جہنم کی سزا دی جائے گی۔ اور اُن کے لوٹنے کی جگہ بہت ہی بری ہے۔ الا المستضعفین من الرجال اب ایک چوتھے گروہ کا بھی ذکر فرما دیا گیا ہاں وہ کمزور حال لوگ جن کو لوگوں نے بالکل بے طاقت دیکھا مردوں میں سے بھی اور عورتوں میں سے بھی اور بچوں میں سے بھی وہ کوئی حیلہ نہیں پاتے۔ اتنے کمزور ہیں واقعتہً کہ ظالم اور جابر کا مقابلہ نہیں کر سکتے اپنی اعلیٰ قدروں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور ملک چھوڑ کر باہر جانے کے لئے بھی ان کے پاس کوئی چارہ نہیں بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے عفو کا سلوک فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی عفو فرمانے والا اور بہت ہی بخشنے والا ہے۔

پس یہ جو چار گروہ ہیں یہ ایک ایسی حالت کی خبر دے رہے ہیں جس میں ایمان لانے کے نتیجے میں بعض خدا کے بندوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ قتال نہیں ہو رہا۔ یکطرفہ ظلم توڑے جا رہے ہیں۔ اس وقت چار قسم کے گروہ ہیں جن کا ذکر ملتا ہے۔ ایک وہ جو ظلموں سے مرعوب ہونے کی بجائے خدا تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے میں مالی اور جانی قربانی پیش کرتے ہیں خدا کی خاطر ہر قسم کے دکھ اٹھانے میں صف اول کے مجاہدین ہیں۔ ہر نیکی کے میدان میں مصائب کی شدت کے باوجود جرأت کے ساتھ آگے بڑھنے والے ہیں اور کسی قسم کی آفات ان کے اخلاص اور جذبۂ خدمت پر برے رنگ میں اثر انداز نہیں ہوتیں دوسرا گروہ وہ ہے جو گو اپنے دین کی تو حفاظت کرتا ہے، اپنے ایمان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا لیکن مثلاً غیر معمولی طور پر خدمت دین میں آگے نہیں بڑھتا۔ خاموش بیٹھ رہتا ہے جو مجاہدین ہیں ان کو داد کی نظر سے دیکھتا ہے ان کے حق میں دعائیں ضرور کرتا ہوگا لیکن جانی یا مالی قربانی میں ایسے سخت دور میں انہیں خاص خدمت کی توفیق نہیں ملتی۔ تیسرے وہ ہیں جو ظلموں سے مرعوب ہونے کی وجہ سے اپنے دین کو نقصان پہنچا بیٹھتے ہیں یا نظریاتی لحاظ سے یا عملی لحاظ سے کسی پہلو سے بھی ہو، اور باوجود اس کے کہ استطاعت رکھتے ہیں۔ ہجرت نہیں کرتے مالی منفعتیں دنیوی فوائد یا نقصانات کے احتمالات اُن کو اس بات سے باز رکھتے ہیں کہ وہ ایک جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت سخت وعید ہے کہ جہنم ان کا ٹھکانہ ہے اور یہ ٹھکانہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ چوتھا گروہ وہ ہے۔ جو اتنا کمزور ہے کہ نہ اپنے ایمان کی صحیح طرح حفاظت کر سکتا ہے نہ ہجرت کی طاقت پاتا ہے اور بالکل بے بس ہے ان کے متعلق فرمایا کہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے حسن سلوک فرمائے۔ اُن سے عفو کا معاملہ کرے کیونکہ ان کی بھی حالتیں مختلف ہوں گی۔ بعض لوگ نسبتاً بہتر توفیق پانے کے باوجود اُس سے پورا استفادہ نہیں کر رہے ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے جو خدا کے نزدیک بالکل معذور ٹھہر رہے ہوں گے۔ تو ان کے متعلق عمومی مغفرت کا وعدہ فرما دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ عفو کا سلوک فرمائے گا۔

تو ان چاروں آیات میں جو مضمون نظر آ رہا ہے وہ ایک ماحول ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔

ایک ظلم اور تشدد کا ماحول

جس میں خدا کے کچھ بندے مجبور اور بے طاقت کئی قسم کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور ان میں پھر مختلف حالتوں میں ہمیں اللہ کے نام پر مظالم کا نشانہ بنتے ہوئے ہمیں مختلف حالتوں میں لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے ردعمل مختلف ہیں جن کا میں نے بیان کر دیا ہے۔ اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیوں میں نے خصوصیت کے ساتھ ان آیات کا انتخاب کیا اور کیوں صرف پہلی دو آیات [illegible] کی ہیں اور باقی آیات پہلی دو آیات کی وضاحت میں پڑھیں۔

آج کے خطبے کے لئے میں نے صرف پہلی دو آیات کو خصوصیت کے ساتھ سامنے رکھا ہے۔ بہت سی باتیں ان آیات میں ایسی بیان ہوئی ہیں جو سرسری نظر سے معلوم نہیں ہوتیں۔ لیکن آپ اگر ان کا گہرا مطالعہ کریں تو ان آیات میں زندہ رہنے کے بہت سے گُر سکھا دیئے گئے ہیں۔

مختلف وقتوں میں، مختلف منتظمین کو ان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دراصل اُن کے انتظام کی صلاحیت نمایاں طور پر اجاگر ہو کر اس وقت ابھرتی ہے جب وہ مشکلات کے دَور میں سے گذر رہے ہوں اور شدید مخالفت کا سامنا ہو یہاں تک کہ یہ خطرہ ہو کہ اگر مستعدی کے ساتھ حالات کا مقابلہ نہ کیا گیا تو قوم شاید صفحۂ ہستی سے مٹا دی جائے۔ ایسے حالات بھی قوموں پہ آتے ہیں۔ جہاں تک الٰہی جماعتوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دشمن کو ہرگز توفیق نہیں ملے گی۔ کہ وہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیں اس لئے اس خطرے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک ذمہ دار منتظمین کا تعلق ہے اُن کے پھر مختلف قسم کے حالات ہیں۔ دو گروہ خاص طور پر ایسے ہیں جن کا اس قیمتی آیت کریمہ میں ذکر ہے اور جن کے متعلق میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور دیگر عہدیداران کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ مومنوں کے ہم پہلے دو درجات جن کو

صفِ اوّل اور صفِ دوم کے درجے کے مومن

قرار دیا جا سکتا ہے۔ اُن کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے۔ ایک وہ ہیں جو ہر حال میں ہر مشکل کے وقت، ہر حال سابقون میں شامل رہتے ہیں اور خدا کی خاطر ہر مصیبت کے دور میں بھی خدمت دین سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ بہت سے امراء اور عہدیداران ہیں جو ان کے حال پر نظر رکھ کر راضی ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ جو خدمت دین ادا کر رہے ہیں۔ پس یہی کافی ہے حالانکہ ایک اور طبقہ بھی ہے جس کا اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ پیچھے رہنے والوں کا دوسرا طبقہ جو ایمان کے لحاظ سے زخمی نہیں ہوتے۔ حقیقتہً مومنوں کے ساتھ ہی ہیں۔ اور اُن سے بھی خدا تعالیٰ حسن سلوک فرمائے گا، لیکن وہ ایسا طبقہ ہے جو عملاً عظیم قومی جہاد میں شامل نہیں ہے۔ ایسے بہت سے منتظمین ہیں۔ جہاں تک میں نے دنیا کی جماعتوں کا جائزہ لیا ہے میرا خیال ہے بد قسمتی سے اکثریت ہمارے منتظمین کی ایسی ہے جو اس دوسرے طبقے کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ اُن پر کام نہیں کرتی۔ نتیجۃً اُن کی جماعتوں کی حالت یکساں سی رہتی ہے۔ یعنی مقامی کوششوں کے نتیجے میں وہ ترقی نہیں کرتیں۔ دیگر حالات تبدیل ہو جائیں، بیرونی اثرات کے نتیجے میں ممکن ہے کہ بعض سوئے ہوئے بھی جاگ اٹھیں لیکن جہاں تک مقامی منتظمین کا تعلق ہے وہ نیم خوابیدہ طبقہ جو غافل نہیں ہوا مگر جاگ کر قومی جہاد میں حصّہ بھی نہیں لے رہا، اس کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ بعض ایسی جماعتیں ہیں کہ بیسیوں سال سے وہ اسی حالت میں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی تقدیر سے خود بخود اچھے لوگ نکل کر آگے آ گئے۔ خدمت دین میں پیش پیش ہیں۔ انہی کے کام کے مجموعے کو ہم جماعت کے کام کا مجموعہ قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن جو نسبتاً کمزور تھے یا خاموش بیٹھ رہنے والے تھے اُن کو بیدار کرنے اور صف اوّل میں شامل کرنے کی کوئی انتظامی کوشش نہیں کی گئی۔ آج بھی ایسا حال ہے۔ بعض جماعتیں میری آنکھوں کے سامنے ہیں جن کے امراء مستقلاً یہ خیال رکھتے ہیں کہ نسبتاً پیچھے رہنے والوں کو محنت کر کے آگے لایا جائے اور ان کو عظیم الشان درجات سے محروم نہ رکھا جائے۔ چنانچہ دن بدن اُن جماعتوں کی حالت پہلے سے بہتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اکثر صورتوں میں پریذیڈنٹ کو یا امیر کو بنے بنائے جو مخلص مل جائیں وہ ان پر راضی رہتا ہے اور خود مخلص بنانا آتا نہیں۔ اور آج کل ہم جس دور میں سے گذر رہے ہیں ہمیں کثرت کے ساتھ ان دونوں میں سے

صفِ اوّل کے مومنین کی ضرورت

ہے۔ کیونکہ مسائل اور مشکلات بڑھتی جا رہی ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کی دشمن تیاری کر رہا ہے۔ جس کی خبریں ہمیں دنیا کے کونے کونے سے موصول ہو رہی ہیں۔ اگر آپ کو یہ اندازہ ہو کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کے لئے کتنے سکول اور کالج اور جامعہ کھولنے کا منصوبہ بن چکا ہے اس کی شرارت کے جتنے پہلو بھی ممکن ہیں اُن سب کو مدّنظر رکھتے ہوئے تیاری کی جا چکی ہے۔ اربوں روپیہ دنیا میں خرچ کر کے آئندہ نسلوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف زہر پھیلانے اور مشکلات کے بیج بونے کے جو سامان کئے جا رہے ہیں۔ اگر آپ کو انکا اندازہ ہو تو آپ میں سے جو کمزور ہیں وہ ممکن ہے مایوس ہو جائیں۔ بہت بڑی بڑی طاقتیں ہیں جو اس پر کام کر رہی ہیں اور ایسے دنیا کے ممالک جن میں اس وقت آپ کو امن دکھائی دے رہا ہے اُن کے متعلق بھی نہایت ہی خطرناک منصوبے زیر عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو باوجود اس کے کہ ہمارے ہاں جاسوسی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان باتوں سے باخبر رکھتا ہے۔ کہیں نہ کہیں سے، جہاں یہ باتیں پنپ رہی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ جماعت کے کسی مخلص دوست کو اطلاع ملتی ہے اور پھر وہ آگے بھی پہنچا دیتا ہے تو کچھ مخالفت ظاہر ہے اور کچھ ابھی مخفی ہے جس کی بہت سی تیاری کی جا رہی ہے۔ اسی طرح مخالفت سے قطع نظر جماعت کے نئے نئے کام کھلتے جا رہے ہیں۔ نئے نئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں ترقی کی نئی نئی راہیں جو اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے، نئے نئے محنت کے میدان ہمارے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے مثبت پہلو سے بھی دیکھیں تو ہمیں بہت زیادہ خدمت دین کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ تو ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ یہ چند آدمی جو خود بخود اخلاص کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے ہر حالت میں خدمت دین کرنی ہی ہے۔ حالات کی کوئی تبدیلی انہیں باز نہیں رکھ سکتی وہ ہمیشہ صف اوّل میں رہیں گے جان مال کی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہیں گے۔ ان پر بنا کرتے ہوئے ان پر راضی رہتے ہوئے جو امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان یہ خیال کرتے ہیں کہ مستقبل کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں گے وہ غلطی پر ہیں۔

ایسے لوگوں کی مثال

زمینداروں کے نکتہ نظر سے اس طرح دی جا سکتی ہے کہ بعض زمیندار ایسے ہوتے ہیں جن کو زمین کا جو اچھا ٹکڑا مل جائے اُسی پر سب زور لگاتے رہتے ہیں۔ اور جو نسبتاً کمزور ٹکڑے ہیں اُن کی بحالی کی کوشش نہیں کرتے یا محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ نتیجۃً دو طرح کے نقصان اُن کو پہنچتے ہیں اوّل یہ کہ جو زمین بحال ہو سکتی تھی، بحال نہ ہونے کے نتیجے میں بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اس کی واپسی ممکن نہ ہو چنانچہ یہ جو تیسری آیت میں ذکر ہے وہ اسی قسم کی زمینوں کا ذکر ہے۔ ابتداء میں اچھے بھلے مومن ہوں گے۔ خدمت دین سے غافل رہنے کے نتیجے میں رفتہ رفتہ رکنے شروع ہوئے۔ یہاں تک مستضعفین جیسا کہ قرآن نے دیکھا، واقعۃً مستضعفین ہو گئے۔ یعنی مستضعفین نہیں رہے بلکہ ضعف زدہ بن گئے۔ پہلے دشمن نے ان کو کمزور سمجھا۔ پھر واقعۃً کمزور ہو گئے۔ چنانچہ ایسی زمینیں پھر ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ اور کلّر و تھور کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کو واپس لانے کے لئے غیر معمولی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کچھ زمیندار ایسے ہیں جو ان پر بھی محنت کرتے ہیں اور ان سے بھی غافل نہیں رہتے ان کو بھی کھینچ کر واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے جو زمیندار ہیں ان کے حالات میں زمین آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے مجھے خود زمینداری کا لمبا تجربہ ہے میں نے خود اپنی اور بھائیوں کی مشترکہ زمین پر بھی کام کیا ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ جہاں ایسا مینیجر ہو جو محض دکھاوے کے لئے اپنی اوسط کو بڑھانا چاہتا ہے وہ بالعموم اپنے لئے اچھی زمین چن لیتا ہے اور انہیں پر کام کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ دیکھیں میری فی ایکڑ اوسط کا معیار دوسرے سے بہتر ہے۔ اس کے مقابل پر ایک دوسرا مینیجر ہوتا ہے جو دیانتداری اور

اخلاص کے ساتھ زمیندار جیسے محنت کرتا ہے ہوئے زمینداری کے اصولوں کو سمجھ کر کام کرتا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ شروع میں بعض دفعہ اس کی فی ایکڑ اوسط کم دکھائی دیتی ہے اور بعض دفعہ کئی سالوں تک اس کے کام کی خوبیاں ظاہر نہیں ہوتیں۔ لیکن رفتہ رفتہ جب گزشتہ سالوں سے مقابلہ اور تجزیہ کر کے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زمینیں، دوسرے مینیجر کی زمینوں سے بہت زیادہ آگے نکل چکی ہیں۔ خراب زمینوں اور اچھی زمینوں کی نسبت میں فرق پڑ گیا۔ اچھی زمینیں پہلے سے بہت بہتر ہو گئیں رفتہ رفتہ۔ لیکن اس کے برعکس جو خراب مینیجر یا خراب زمیندار ہے یا ناواقف زمیندار، اس کو ایک اور نقصان بھی پہنچتا ہے۔ اگر زمین اچھی ہو اور تھوڑی ہو اور اس پر زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو پھر وہ اچھی نہیں رہتی۔ اور وہ بھی کمزور ہونے لگ جاتی ہے۔ طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالیں تو جتنا پہلے آپ حاصل کر سکتے تھے اُس سے وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ مثال لیں ہمیں مالی تحریک پر قربانی کی مسلسل پیچھے سے تحریکات پڑتی چلی آ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اور جماعت بڑے شوق سے اس میں حصہ لیتی چلی جا رہی ہے۔ کئی امیر ہیں جو نسبتاً مالی قربانیوں میں پیچھے رہنے والوں کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں چنانچہ

جب نئی تحریکیں آتی ہیں

جب نئے قسم کے مالی قربانی کے تقاضے سامنے آتے ہیں تو ہر وقت کچھ نئے لوگ ہیں جو آگے آ کر ساری جماعت کے اس چندے میں شریک ہوتے چلے جا رہے ہوتے ہیں۔ بعض افراد ایسے ہیں جو وہ ڈھونڈ کر انہی کے پاس جاتے ہیں جن کو مالی قربانی کی عادت ہے۔ اور ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ جب ان پر بوجھ ڈالتے ہیں تو چوتھی یا پانچویں دفعہ آخر وہ اپنے دروازے بند کرنے لگ جاتے ہیں۔ گھبرانے لگ جاتے ہیں کہ اب فون آیا ہے یا اطلاع آئی ہے یا دروازہ کھٹکا ہے تو ضرور کچھ مانگنے کے لئے آئے ہوں گے۔ ان کے اوپر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کے نتیجے میں جماعت پر بھی ظلم کیا گیا اور ان کی ذات پر شدید ظلم کیا گیا۔ اس سے پہلے وہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرتے تھے انہیں قربانی میں لطف آتا تھا۔ لیکن جب طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالا گیا تو پہلے ان کا لطف ضائع کیا گیا۔ یہ ان پر ظلم کیا گیا۔ پھر لطف کی بجائے بدمزگی شروع ہوئی اور بوجھ کا احساس بڑھنا شروع ہوا جس کے نتیجے میں قربانی کے ثواب سے بھی وہ محروم رہ گئے۔ تو اچھی زمینوں کو یہ لوگ بری زمینوں میں تبدیل کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس وقت جماعت جس دور میں سے گزر رہی ہے اس وقت ہمارے کام لازماً پہلے سے بہت بڑھنے والے ہیں۔ مخالفت کے مقابلہ کے لحاظ سے بھی ایک دو ملکوں کی بات نہیں رہے گی آئندہ چند سالوں یا آٹھ یا دس سالوں کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کئی ممالک ایسے ظاہر ہوں گے جہاں جماعت احمدیہ سے غیر احمدی تحریک کو یہ خطرہ محسوس ہو گا کہ جماعت غالب آنے والی ہے، بڑی شدید مخالفتیں ہوں گی۔ وہ چند مخالفتیں ہوں گی اس وقت ساری جماعت کا بوجھ اٹھانا ہو سکتا ہے اس وقت کافی نہیں ہو سکے گا۔ اب ہمارے پاس وقت ہے کہ نسبتاً ان غافل لوگوں کو جو خدا کے غضب کے نیچے ابھی نہیں ٹھہرے ان سے حسن سلوک کا دور ابھی جاری ہے۔ جن کا ایمان سلامت ہے۔ ان کو دین کی نسبت ضرور ہے گو کمزور ہیں ان کو آگے لایا جائے۔ اور ان کے اوپر ذمہ داریاں ڈالی جائیں۔ جن جماعتوں میں اس طریق پر توجہ دی جاتی ہے وہاں

انسان یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ کثرت سے لوگ اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کام میں بڑی برکت پڑتی ہے۔ چنانچہ میں نے انگلستان کی مثال بار بار دی ہے جب میں یہاں آیا تھا اس سے پہلے چند گنتی کے چہرے تھے وہی ہر کام میں بار بار سامنے آنے والے تھے۔ اور جو کام ہوتا تھا بالآخر ان کے ذمے ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن اب کئی گنا زیادہ کوئی نسبت ہی نہیں رہی۔ ایسے نوجوان ایسے بوڑھے ایسے مرد ایسی عورتیں کاموں میں آگے آگئے ہیں کہ پہلے ان کے متعلق وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ خدمت دین کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے پھر بعض ایسے چمکے ہیں کہ پہلوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ زمینداری میں بھی میں نے یہی دیکھا ہے بعض دفعہ جن زمینوں کو چھوڑا جاتا ہے جب ان کی اصلاح کی جاتی ہے تو وہ پھر اتنا پھل دیتی ہیں کہ جن کو ہم پہلے اچھی زمین سمجھا کرتے تھے ان سے بھی بہت آگے بڑھ جاتی ہیں

تو جماعت میں خدمت دین کرنے والوں کی کمی نہیں ہے

ایک تو خوشخبری ہمیں بہرحال مل چکی ہے کہ فتنہ و فساد کی انتہا کے باوجود بہت شاذ و نادر لوگ ہیں جن کا تیسری آیت میں ذکر کیا گیا ہے یعنی ظالمی انفسہم پاکستان جیسے شدید خطرناک حالات میں ایسے لوگ جو مرتد ہو گئے یا جماعت سے منہ موڑ کر چھپ گئے نظروں سے اوجھل ہو گئے وہی ظالمی انفسہم ہیں۔ ان کی تعداد دیکھیں گنتی کے چند لوگ ہیں۔ تو یہ تو ایک عظیم الشان خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اکثر حصے کو ابتلا میں سے اس طرح گزارا کہ وہ زخمی نہیں ہوئے اور شدید زخمی بھی نہیں ہوئے۔ معمولی کمزوریاں پیدا ہوئیں، ایسی کمزوریاں جن سے خدا مغفرت فرمانے کا وعدہ فرما رہا ہے۔

دوسری بڑی خوشخبری یہ ہے کہ ایسی زمینیں کثرت کے ساتھ موجود ہیں جو اصلاح کے لائق ہیں اور تھوڑے سے کام کے نتیجے میں بہت ہی زرخیز زمینیں بن سکتی ہیں اور انذار کا پہلو یہ ہے کہ اگر ان کی طرف توجہ نہ کی گئی اور صف اول میں لانے کی کوشش نہ کی گئی تو یہی وہ زمینیں ہیں جو رفتہ رفتہ تیسری قسم میں تبدیل ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر کلر، تھور بن جاتی ہیں اور پھر اگر ان کی بحالی کی کوشش کی بھی جائے تو بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو ہر جگہ کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور دیگر کارندوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ آئندہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر ہمیں ابھی سے خدمت دین کی صف اول میں کام کرنے والوں کی تعداد کو بڑھانا چاہئے۔

اسی سلسلے میں

کچھ نفسیاتی روکیں

بعض ہیں جن کا تجزیہ ضروری ہے ورنہ بہت سے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان ایسے ہوں گے جن کو اپنا پتہ ہی نہیں ہو گا کہ کیوں ہم یہ کام نہیں کر رہے۔

جیسا کہ میں نے ایک پہلے خطبے میں بھی اشارہ کیا تھا، کچھ ابھی بے وقوفی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھی ہیں اور کچھ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ یعنی ناجائز طور پر بے وجہ بعض احمدیوں پر اعتماد نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہمارے مخالفین ہیں ان کو الگ ایک طرف

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان جمیل ساڑی ارٹ مالیہ پور کٹک (اڑیسہ)

چھوڑ دو اور یہ چند لوگ اچھے ہیں یا اگر فلاں نہ ہوتے تو ہمیں بدظنی کرتے ہیں جب اُن سے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی یہاں قحط الرّجال ہے۔ کام کرنے والے ملتے ہی کوئی نہیں۔ قحط الرّجال تو نہیں ہے لیکن قحط العقل ضرور ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم بتا رہا ہے کہ قحط الرّجال نہیں ہوتا بہت سے لوگ خاموش بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، تمہیں نظر نہیں آ رہے ہوتے۔ اس دور کی آزمائش نے ہمیں بتا دیا کہ ایسے لوگ ہمارے ہاں کثرت سے ہیں جن میں الرّجال بننے کی قابلیت موجود ہے۔ ان کو اگر صحیح طریق پر آپ آگے لانے کی کوشش کریں تو بہت اچھے اچھے لوگ آپ کے پاس موجود ہیں جن کو آپ نظر انداز کئے بیٹھے ہیں۔ بس بہت سے امراء ہیں جو بدظنی کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو دنیا کے کسی دور میں بھی قحط الرّجال نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک دور جسے قحط الرّجال کا دور کہا جا سکتا ہے وہ انبیاء کے ظہور کا دور ہوا کرتا ہے۔ ایک دفعہ تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ ایک شخص کے سوا خدا تعالیٰ نے ہر دوسرے انسان کو رد فرما دیا ہے۔ ایک وجود ابھرتا ہے اور اس کے ارد گرد سارے فساد کی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ وہ لوگ جو انتہائی ردّی حالت میں دکھائی دے رہے ہوتے ہیں وہ وجود اُن پر ہاتھ ڈالتا ہے اور ان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیتا ہے۔

یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنا قحط الرّجال ممکن ہو سکتا تھا وہ بظاہر تھا۔ لیکن اللہ کی تقدیر نے ثابت کیا کہ خدا کے بہادر بندوں کے سامنے

قحط الرّجال نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی

جو اللہ پر توکل کرنے والے ہوتے ہیں دعاؤں سے خدا کی مدد مانگتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ اپنے اموال اور اپنی جانوں سے کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ اُن کو خدا یہ توفیق بخشتا ہے کہ جہاں مرد نظر نہ آ رہے ہوں وہاں سے مرد پیدا کر کے دکھا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ گوبر کے ٹکڑے نظر آتے تھے جن پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ڈالا اور چمکتی ہوئی سونے کی ڈلیوں میں تبدیل فرمایا۔

پس آپ بھی تو اُسی کے غلام ہیں اُسی کی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں، اسی عظیم وجود کے کام کو آگے بڑھانے کا عہد لے کر اُٹھے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے افراد کو کوئی امیر یہ کہہ کے ردّ کرتا ہے کہ یہاں قحط الرّجال ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے ہاں عقل کا یا ایمان کا قحط تو ہو سکتا ہے لیکن قحط الرّجال نہیں ہے۔ اگر قحط الرّجال ہوتا نعوذ باللہ من ذالک تو اس وقت پاکستان کے اکثر احمدی مرتد ہو چکے ہوتے یہ دو گروہ خدا تعالیٰ نے نمایاں طور پر دکھائے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ان دو کے درمیان اور کوئی ٹکڑا نہیں آتا۔ درجہ بدرجہ فرق پڑا کرتے ہیں۔ پس اس وقت میرا جائزہ یہ ہے کہ ساری دنیا کی اکثر جماعتوں میں اکثر احمدی ایسے ہیں جو ابھی صف اوّل کے مجاہد نہیں ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر معمولی کام کی گنجائش موجود ہے۔ اگر ان سب کی تمام صلاحیتوں کو صف اوّل کی صلاحیتوں میں تبدیل کر دیں تو اتنی بڑی طاقت جماعت احمدیہ بن چکی ہے کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ طاقتیں خدا نے دکھیں ہیں تو ہم پر بوجھ ڈالے ہیں۔ یہ طاقتیں خدا کی تقدیر کو دکھائی دی ہیں تب ہی اتنے بڑے بڑے ابتلاؤں میں سے خدا تعالیٰ نے جماعت کو گزارنا شروع کیا ہے۔

پس ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے امرائے جماعت پر اور پریذیڈنٹ صاحبان یا دیگر عہدیداروں پر طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ کچھ پیچھے بیٹھنے والے یا کمزور رہنے والے آدمیوں پر تھوڑی تھوڑی ذمہ داریاں ڈالنا شروع کریں۔ ان کو اپنے ساتھ ملائیں ان سے محبت اور پیار کا سلوک کریں ان پر اعتماد کریں۔

اُن سے کہیں کہ یہ کام جماعت کے ہونے والے ہیں، چند ہی آدمیوں پر بار بار بوجھ ڈالے جاتے ہیں۔ خطرہ ہے وہ تھک نہ جائیں یا ان کی طاقت سے بوجھ بڑھ نہ جائیں اس لئے آپ تھوڑا سا اُن کو سہارا دیں۔ چنانچہ بعض اچھے آدمیوں کے ساتھ بعض کمزور آدمی شامل کئے جائیں نوجوانوں کو بھی پکڑا جائے اور کچھ نہ کچھ کام دیا جائے کام اگر دیا جائے اور اگر کوئی کام کرے تو کسی شخص کو یہ احساس کہ میں نے ایک اچھا کام کیا ہے یہی اگلی جزاء ہو جاتی ہے اور آئندہ کام کرنے کی طلب دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ایک ایسا اہم نفسیاتی نکتہ ہے

جس کو بھلا دینے کے نتیجے میں ہم اپنے بہت سے آدمیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ کسی آدمی کو تکلیف میں ڈال کے کوئی اچھا سا کام لے لیں اور پھر دیکھیں کہ اُس کے اندر کیسی بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اور آئندہ اتنا کام نہیں بلکہ اس سے زیادہ کام کرنے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔ اور یہ کام ایسا نہیں جو ایک دو دن میں ہو۔ بعض دفعوں مہینے اور بعض دفعہ کئی سال چاہئیں لیکن ایسی جماعتیں جو اس طرح اپنے کمزوروں کو طاقتوروں میں تبدیل کرنے کا عزم رکھتی ہیں اور حکمت کے ساتھ منصوبہ بنا کر اُن پر کام کرتی ہیں اُن کی حالت دن بدن بدلتی چلی جاتی ہے۔ اللہ کے فضل سے دنیا میں کئی ایسی بڑی بڑی جماعتیں ہیں جو بڑے بڑے صوبوں کا بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو گئی ہیں بڑے بڑے ملکوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہو گئی ہیں۔ اور ایسی کثرت سے جماعتیں ہیں جو ابھی پوری طرح بیدار نہیں ہوئیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مومنوں میں سے جو قاعدین ہیں، بیٹھ رہنے والے اُن میں اور آگے بڑھنے والوں میں بہت فرق ہے، غیر معمولی فرق ہے۔ قرآن میں ایک خاص نکتہ بیان فرمایا گیا ہے جو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا ان میں فرق ہے اتنا ہی ہم ان کے درجات سے محروم ہو رہے ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہم میں جو بہت سے کام کرنے والے ہیں وہ نہ کام کرنے والوں سے اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ اگر نہ کام کرنے والوں کے ہم قدم بڑھانے شروع کریں اور اُن کو اُن کے ساتھ لانے کی کوشش کریں تو بہت سے درجات سے گزر کے ان کو وہاں تک پہنچنا ہو گا۔ اور جتنے درجات سے وہ گزریں گے اتنا ہی جماعت کو فائدہ ہے۔ ہر درجے پر وہ جماعت کے لئے کچھ حاصل کرنے والے ہوں گے۔ ان کی کوششیں ہر مقام پر جماعت کے لئے کوئی پھل پیدا کریں گی۔

ترقی کی لامتناہی گنجائش موجود ہے! یہ بتا رہی ہے یہ آیت۔ اپنے اوّلین کو دیکھو اور اپنے آخرین کو دیکھو۔ ہمارے اندر پوشیدہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ پس اس نکتہ آگاہ سے

دنیا کی ہر جماعت میں باقاعدہ منصوبہ بننا چاہیئے۔

ملکی سطح پر بھی، صوبائی سطح پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی۔ اور ایسے لوگ جن کی بہت سی صلاحیتیں ابھی بھی HARNESS نہیں ہو پائیں اُن کے اوپر ذمہ داریوں کے بوجھ نہیں ڈالے گئے اُن کے متعلق منصوبے بنائے جائیں کہ کس طرح ان کو آہستہ آہستہ جماعت کے غیر معمولی فعال اور خدا کی رضا حاصل کرنے والے وجودوں میں تبدیل کرنا ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ اگر ہم ساری دنیا میں اس منصوبہ پر عمل شروع کریں تو اس کے غیر معمولی فوائد فوری اگر ظاہر نہ بھی آئیں تو بھی آئندہ چند سالوں میں ظاہر ہوں گے۔ اور ہمارے جتنے بھی نئے منصوبے ہیں ان سب میں برکت پڑ جائے گی۔ منصوبے جتنے اچھے چاہے ہوں اگر اچھے کارکن میسر نہ ہوں تو منصوبے بے معنی ہو جایا کرتے ہیں۔ اچھے کارکن میسر ہوں مگر تعداد کافی نہ ہو اور منصوبہ زیادہ بوجھل ہو تو پھر بھی انسان بہت سی برکتوں سے محروم رہ جایا کرتا ہے۔ تو جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ منصوبوں کی کوئی کمی نہیں ہے جماعت خود ایک نہایت اعلیٰ منصوبہ ہے۔ لیکن کام کرنے والوں کی

کمی ہے اور جتنی آپ نے ترقی کی ہے اتنا اس کمی کا احساس زیادہ پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ چند سالوں میں ابتداءً کے نیک پہل کچھ ظہور پیر خدا نے جماعت کو بہت ہی ترقی عطا فرمائی ہے۔ اور اس ترقی نے میری توجہ اس بات کی طرف مبذول کی ہے کہ اگر ہم سب اس میں شامل ہو جائیں اور اپنا سب کچھ اس راہ میں ڈال دیں تو سینکڑوں گنا زیادہ ترقی اور ممکن ہے۔ بہت سے دروازے ہیں جنہیں ابھی ہم نے کھٹکھٹانا ہے اور جو ہمارے منتظر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے یہ کام ایک دو سالوں میں تو کبھی نہیں ہوا کرتا۔ کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک لمبی محنت چاہیئے۔ جس طرح زمینیں بحال نہیں ہوا کرتیں اسی طرح انسان کبھی اتنی جلدی بحال نہیں ہوا کرتے۔ وقت لگتا ہے۔ بہت محنت چاہیئے۔ نئی نئی ترکیبیں پھر آپ کو سوجھیں گی اور چار پانچ دس سال کے اندر مسلسل حالت بدلتی رہے گی۔ ایک اور نکتہ نگاہ سے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کے پاس اچھے مربی نہ آئے تو نئے آنے والوں کی تربیت کرنے سے ہم محروم رہ جائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں بہت سے خطرات ہیں جو درپیش ہوں گے۔ ہمارا کردار بدل جائے گا۔ بجائے اس کے کہ ہم لوگوں پر اثر انداز ہوں۔ ہم متاثر ہو جائیں گے۔ تو جتنی نئی قومیں کثرت کے ساتھ آنے والی ہیں جن کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں، جن کے ہراول دستے جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں ان قوموں کی تربیت کا تقاضا ہے کہ ہم جلد سے جلد اپنے مربیوں کی تعداد بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ ۱

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانا اور ان کے لئے ہدایت کے سامان مہیا کرنا۔ آپ کے آباء و اجداد نے اس ذمہ داری کو کمال احسن طریق سے نبھایا تھا۔ وہ اپنا سب کچھ لٹا کر دعوت الی اللہ کے میدان میں اترے تھے وہ جدھر بھی گئے نصرت خداوندی نے ان کے قدم چومے وہ جہاں بھی گئے بہت سی سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنے۔

آج میں آپ کو دعوت الی اللہ کے اسی میدان کی طرف بلاتا ہوں۔ اپنے بزرگوں کی یادوں کو تازہ کریں۔ اور وہ سلیقے اختیار کریں جو انہوں نے اپنائے تھے۔ وہ ہر نیکی کی راہ کو اس لئے اختیار کرتے تھے کہ نہ معلوم کس راہ سے قبول کئے جائیں۔ آج آپ بھی اپنے خاوندوں، اپنے بالوں اور اپنے بچوں کو ساتھ لے کر اس ملک کے کناروں تک پہنچیں اور ہر بھٹکی روح تک وہ پیغام حق پہنچائیں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سامان مقام قادیان سے بلند ہوا تھا جن کی مکین آج آپ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی نصرت ہمیشہ آپ سب کے شامل حال رہے اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار: مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع)

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع کیلئے

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے

بصیرت افروز پیغامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میری پیاری بہنو!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس مختصر سے پیغام کے ساتھ آپ کے اجتماع میں شریک ہو رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو جو قادیان کی مقدس سرزمین میں ہو رہا ہے بہت بابرکت کرے۔ آپ اجتماع میں شرکت کے لئے آئی ہیں تو غور کریں کہ اجتماع کی غرض و غایت کیا ہے۔ اور آپ کی شمولیت اس مقصد کو پورا کرتی ہے یا نہیں۔ سالانہ اجتماع کوئی میلہ، تماشا، دعوت یا پارٹی نہیں ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع اس لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ آپ سب مل کر سارے سال کے کاموں پر غور کریں۔ جائزہ لیں کہ جس غرض سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ قائم کی تھی کیا ہم اس غرض کو پورا کر رہی ہیں اور کیا ہر سال کام میں ترقی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اور اگر ہم اس معیار تک ابھی نہیں پہنچیں تو اس کو حاصل کرنے کے لئے ہم کیا کریں۔

لجنہ اماء اللہ کا قیام ۱۹۲۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس غرض سے فرمایا تھا تا احمدی عورتیں بھی اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو احمدیت کے لئے مفید وجود بنائیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ دوسری بہنوں کو بیدار کریں اور اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کریں۔ وہ یہ سمجھیں کہ قومی ذمہ داریوں میں نصف ذمہ داری ان کی ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم ایک حصہ ہے احمدیہ جماعت کا۔ ایک تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں آپ نے فرمائی تھی کہا تھا کہ احمدیت کی عمارت کی چار دیواریں ہیں۔ چاروں دیواروں میں سے ایک دیوار لجنہ اماء اللہ کی ہے۔ ایک دیوار بھی کمزور ہو جائے تو عمارت کے گرنے کا ڈر ہوتا ہے۔

پس عہدیداران لجنہ اماء اللہ کو خصوصاً اور ممبرات لجنہ اماء اللہ کو عموماً اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے کہ ہماری معمولی سی کوتاہی بھی ہماری ترقی کی رفتار میں روک بن سکتی ہے۔ کہنے کو معمولی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ مثلاً آپس کے جھگڑے جو ہوتے ہیں تو ذاتی ہیں مگر ان کو ہوا دے کر جماعتی بنا لیا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ جماعتی نقصان ہوتا ہے۔

پس ہر عہدہ دار اور ممبر لجنہ اپنی اصلاح کے لئے کوشش کرے۔ اپنے اخلاق اور کردار اور نمونہ کو اعلیٰ ترین بنانے کی اور اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کی اصلاح کے لئے کوشش کریں مگر ڈانٹ ڈپٹ سے نہیں پیار سے، محبت سے، نصیحت سے۔ معاف کرنا سیکھیں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ تعاون کے بغیر کوئی کامیابی آپ حاصل نہیں کر سکتیں۔ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں ان میں آئندہ ذمہ داریوں کے اٹھانے کا جذبہ پیدا کریں۔ ہر قسم کی برائی سے ان کو بچانے کی کوشش کریں۔ اور ہر قسم کی نیکی ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں تا اگلی نسل ہم سے زیادہ قربانی دینے والی اور نمونہ ہو دنیا کے لئے۔ اور اس کے لئے آپ نے خود اپنا نمونہ اچھا پیش کرنا ہے۔

قادیان سے جو نور نکلا تھا آج دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اس پیغام کو پہنچانے کی یوں تو ہر احمدی کا فرض ہے لیکن آپ جن کا براہ راست اس مرکز سے تعلق ہے آپ پر دوہری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

خاکسار مریم صدیقہ ۲۳/۹/۸۷

باقی کالم اوپر دیکھیں

بقیہ بصیرت افروز پیغامات

پیغام برائے سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ بھارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیاری ناصرات الاحمدیہ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

گلشن احمد کی ننھی منی کلیو! سدا مسکراتی رہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا کرے کہ تم حقیقی معنوں میں ناصرات کہلانے کی مستحق بنو۔ ناصرات الاحمدیہ یعنی احمدیت کی مدد کرنے والیاں۔ کس لحاظ سے۔ اعلیٰ اخلاق اور کردار کے لحاظ سے۔ قربانیوں کے لحاظ سے جماعت میں نام کرنے کے لحاظ سے۔ ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے لحاظ سے۔ جماعت کے کاموں میں حصہ لینے کے لحاظ سے۔

پس ابھی سے ناصرات الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور جماعت احمدیہ کے کاموں میں حصہ لینے کی کوشش کریں اور جو کام اپنے ذمہ لیں اسے اس طرح پورا کریں جو پورا کرنے کا حق ہے۔ اس عمر سے اگر جماعتی کاموں کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کریں گی تو جب بڑی ہوں گی جماعت کی اچھی کارکن ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

مریم صدیقہ

۲۳-۹-۸۷

قسط اوّل

قبر مسیح علیہ السلام

تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

اللہ تعالےٰ کا یہ اٹل اور ناقابل تنسیخ فیصلہ ہے کہ ہر جاندار شئے فنا سے ہمکنار ہوگی انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ بھی اپنے اُس عظیم تر مقصد کو پانے کے لئے جس کے تحت اُس کی پیدائش معرض وجود میں آئی ہے موت کا مزہ چکھے گا۔ کیونکہ موت ایک زینہ ہے اُس عظیم مقصد کو پانے کا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اِس بات کا اظہار یوں فرمایا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ (آل عمران ع۱۹)

یہ موت قرآن حکیم کے بیان کردہ عام قانون الٰہی کے تحت اِسی زمین میں ہر انسان پر وارد ہوگی۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ

اے بنی آدم! تم اسی زمین میں زندگی بسر کرو گے، اسی میں مرو گے اور پھر اسی زمین سے اُٹھائے جاؤ گے۔

اولاد آدم میں کامل ترین انسان جن کے لئے یہ کائنات بنی یعنی سید ولد آدم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ۶۳ سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ کی طرف صعود فرما گئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (انبیاء ع۳)

اور ہم نے تجھ سے پہلے (اے محمد صلعم) کسی انسان کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تو فوت ہو جائے اور وہ زندہ رہیں۔ آیت مذکور میں اللہ تعالےٰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰؐ کے لئے کس قدر غیرت کا اظہار کرتا ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ وفات پا جائیں اور کوئی بشر زندہ رہے۔ سے

غیرت کی جا ہے عیسیٰؑ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

پس ہر بشر نبی ہو یا غیر نبی وفات پاگیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک بشر تھے وہ بھی موت سے باہر نہیں رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا ذَاهِبًا عَلَى رَأْسِ السِّتِّيْنَ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

کہ تحقیق عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال تک زندہ رہا تھا اور مَیں غالباً ساٹھ سال کی عمر کے سر پہ کوچ کروں گا۔

حدیث نبوی صلعم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ ایک سو بیس سال زندہ رہ کر فوت ہو گئے اور تحقیقات سے واضح ہے کہ آپؑ کی قبر محلہ خانیار سرینگر میں موجود ہے۔ پس آیئے تاریخی واقعات کے رنگ میں اِس مسئلے کا تجزیہ کرکے حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں۔

حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آج سے دو ہزار سال قبل مبعوث ہوئے۔ آپ کی شخصیت یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں مختلف فیہ اور موضوع بحث ہے۔ یہود نامسعود آپ کی نبوت کے منکر اور کافر ہیں وہ آپ کو آپ کے دعوئے نبوت میں مکار، دھوکے باز اور پرلے درجہ کا جھوٹا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس غرض سے وہ آپ کو لعنتی (نعوذ باللہ) ثابت کرنا چاہتے تھے۔ لہذا انہوں نے یہ خفیہ سازش کی کہ کسی طرح آپ کو پھانسی دے دیا جائے اور حسب تعلیم تورات جو پھانسی پر مارا جائے وہ ملعون ہو جائے گا اور ملعون خدا تعالیٰ کا پیغمبر، نبی، رسول، پیارا اور مقرب نہیں ہوسکتا) جیسا کہ تورات میں لکھا ہے۔

"جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔ (استثنا ۲۱/۲۳)

چنانچہ یہودی اپنی ناپاک سازش میں اس طرح کامیاب ہوئے کہ رومی حکومت نے اُن کی شکایت پر حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو بچایا آپ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اُتارے گئے اور مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہودی سازش کی وجہ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا وجہ تھی کہ یہودی حضرت مسیحؑ کے اس قدر مخالف بن گئے کہ آپ کو صلیب پر مروا کر ملعون بنانا چاہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ تورات کی پیشگوئی کے مطابق مسیح کے آنے سے پہلے ایلیاہ کے آسمان سے اصالتاً آنے کے منتظر تھے چنانچہ لکھا ہے۔

"ایلیاہ بگولے میں ہوکر آسمان پر چلا گیا۔" (۲ سلاطین ۲/۱۱)

اور ملاکی نبی کی کتاب باب ۴ آیت ۵ میں اُن کی دوبارہ آمد کا ذکر یوں آیا ہے۔

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔"

(ملاکی ۴/۵)

پس یہی وجہ تھی کہ یہود کو زبردست دھوکا لگا اور وہ ابھی تک ایلیاہ کے اصالتاً آمد کے منتظر رہ کر نہ صرف مسیح علیہ السلام کے ہی منکر ہیں بلکہ ہادی برحق محمد مصطفیٰ صلعم کے بھی منکر ہیں حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صاف صاف الفاظ میں ان کو بتایا تھا کہ

"سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی اور چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔"

(متی باب ۱۱ آیت ۱۳/۱۴)

آپؑ نے یوحنا (یحییٰ) نبی کو ایلیاہ قرار دیا لیکن یہود نامسعود اِن واضح اشاروں کو بھی نہ سمجھے۔ بلکہ انکار پر ہی مُصر ہیں۔ آپ نے اُن کو احسن پیرایہ میں سمجھایا تھا کہ آسمان پر جانے اور آنے کی الٰہی اصطلاحیں صرف تمثیلات کا رنگ رکھتی ہیں۔ ورنہ حق یہ ہے کہ ظاہراً نہ کوئی آسمان پر جاتا ہے اور نہ ہی کوئی آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے یوحنا نبی کی مثال دیکر اُن کو سمجھایا کہ یوحنا (یحییٰ) ہی دراصل ایلیاہ کے رنگ میں آگیا ہے۔

یہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح آج مسلمان حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے آنے کے منتظر ہیں حالانکہ آپ خود مثیل کا فیصلہ دیکر اپنے اصالتاً نہ آنے کا اظہار کر چکے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب پر جان دیکر تمام نوع انسانی کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان گناہگار ہے اور گناہ کا نتیجہ موت ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم ہے اس کا رحم چاہتا ہے کہ انسان سزا سے بچ جاوے وہ عادل بھی ہے لہذا عدل کا تقاضہ تھا کہ سزا ضرور دی جائے رحم اور عدل ایک جگہ جمع ہونے محال تھے۔ لہذا خدا تعالےٰ نے اپنے بیٹے یسوع کو بھیجا۔ اُس نے صلیب پر جان دیکر تمام گناہ اپنے سر لے کر دُنیا والوں کو نجات سے ہمکنار کر دیا چونکہ وہ خدا کا بیٹا تھا لہذا صرف تین دن مردہ رہ کر پھر جی اُٹھا اور آسمان پر اُٹھایا گیا اب وہ خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور آخری زمانے میں اُن کا نازل ہونا مقدر ہے۔

عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ آپؑ تین دن تک مرے رہے گویا حضرت مسیحؑ کو تین دن کے لئے لعنتی بنانے کی یہودیوں کی تائید ہے چنانچہ پولوس رسول نے لکھا:۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"

(گلیتوں ۳/۱۳)

مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپؑ کو صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو بچانے کے لئے یہ ترکیب نکالی کہ آپؑ کا ہم شکل پکڑوا دیا گیا اور صلیب دے دیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے فوراً آسمان پر چڑھایا اور اب دو ہزار سال سے الآن کما کان آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانے میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نزول فرمائیں گے۔

یہ عقیدہ عقل و نقل سے کوسوں دور کس قدر بودا ہے جو خدا تعالےٰ کے شان رحیمیت اور شان عدل کے صریح خلاف ہے۔

واقعہ صلیب اور حضرت مسیح کا زندہ اُتارا جانا

یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یہودی علماء حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کے منکر تھے۔ جب آپ نے حق کی منادی شروع کی تو یہودی آپ کے دشمن ہو گئے آپ کی سچی سچی اور محبت و پیار سے پُر باتوں نے اُن کو آپ کے خون کا پیاسا بنا دیا وہ لوگ تو خونی مسیح کے منتظر تھے جو یہودیوں کی بادشاہت کے لئے راہ ہموار کرے۔ لیکن حضرت مسیح نے جب صلح اور محبت کی تعلیم دی وہ اور بھی مایوس ہو گئے آپ نے یہودیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"فقیہوں سے خبردار رہنا چاہیئے جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنے

کا شوق رکھتے ہیں اور بازاروں میں سلام اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی پسند کرتے ہیں۔ وہ بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھانے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں انہیں زیادہ سزا ہوگی۔"

(لوقا باب ۲۰ آیت ۴۵ تا ۴۷)

آپ کی ان باتوں سے یہودی علماء آپ سے سخت ناراض ہوئے اور وہ آپ کے بدترین دشمن بن گئے۔ انہوں نے رومی حکومت کے پاس شکایت کی کہ یہ شخص رومی حکومت کا غدار اور باغی ہے اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے چنانچہ مسیح علیہ السلام کا مقدمہ پیلاطوس نامی حاکم وجج کے پاس دائر ہوا۔ متی نے اس واقعہ کو یوں قلمبند کیا ہے۔

"یسوع حاکم کے سامنے کھڑا تھا اور حاکم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے اس سے کہا تو خود کہتا ہے اور جب سردار کاہن اور بزرگ اس پر الزام لگا رہے تھے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر پیلاطوس نے اس سے کہا۔ کیا تو نہیں سنتا یہ تیرے خلاف کتنی گواہیاں دیتے ہیں۔ اس نے ایک بات کا بھی اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ حاکم نے بہت تعجب کیا اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے چھوڑ دیتا تھا۔ اس وقت برابا نام کا ان کا مشہور قیدی تھا۔ پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطوس نے ان سے کہا تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں۔ برابا کو یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے؟ کیونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ انہوں نے اسے حسد سے پکڑوایا ہے اور جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔ لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو ابھارا کہ برابا کو مانگ لیں اور یسوع کو ہلاک کرائیں۔ حاکم نے ان سے کہا کہ ان دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ انہوں نے کہا برابا کو۔ پیلاطوس نے ان سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا وہ مصلوب ہو۔ اس نے کہا کیوں؟ اس نے کیا برائی کی ہے۔ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر کہنے لگے وہ مصلوب ہو۔ جب پیلاطوس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا۔ بلکہ الٹا بلوا ہوتا ہے۔ تو پانی لے کر لوگوں کے سامنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو۔"

(متی باب ۲۷ آیت ۱۱ تا ۲۵)

پیلاطوس نہیں چاہتا تھا کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب دیدیا جائے مگر یہودیوں نے اس کو دھمکی دی اور کہا:۔

"اگر تو اس کو چھوڑ دیتا ہے تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔" (یوحنا ۱۹/۱۲)

اسی طرح لکھا ہے:۔

"مگر پیلاطوس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا اور ان سے کہا تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لائے ہو۔ دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہی اس کی تحقیقات کی مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نسبت نہ میں نے اس میں کچھ قصور پایا نہ ہیرودیس نے، کیونکہ اس نے اسے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے۔ اور دیکھو اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرتا۔ پس میں اس کو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہوں۔ مگر وہ چلا چلا کر سر ہوتے رہے کہ وہ مصلوب کیا جائے اور ان کا چلانا کارگر ہوا۔ پس پیلاطوس نے حکم دیا کہ ان کی درخواست کے موافق ہو۔"

(لوقا باب ۲۳ آیت ۱۴ تا ۲۴)

پیلاطوس نے مجبوراً حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کیا مگر اپنے اس فیصلے کو جمعہ تک کے لئے التواء میں ڈال دیا۔ کیونکہ پیلاطوس جانتا تھا کہ یہودی ہفتہ یعنی "سبت" کے دن آپ کو صلیب پر نہیں رکھ سکتے ہیں بلکہ اپنی شریعت کے مطابق صرف جمعہ کی شام تک ہی رکھ سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانے میں اس وقت کے رائج طریقہ صلیب کی وجہ سے تین چار دن میں موت واقع ہو جاتی تھی اور وہ بھی بھوک اور پیاس کی تکلیف کی وجہ سے اور بعض اوقات جنگلی درندے ایسے انسان کا کام تمام کرتے تھے۔ لیکن پیلاطوس جو مسیح علیہ السلام کو راستباز جانتا تھا نے صلیب چڑھانے میں اتنی دیر کردی کہ بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا تھا۔ عدالت سے گلگتہ کی پہاڑی تک حضرت مسیح علیہ السلام کو اسی حالت میں پیدل لے جایا گیا کہ آپ اپنی صلیب خود اٹھائے ہوئے تھے جب عدالت سے آپ لوگ چلے تو دوپہر کا وقت شروع تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اور جب دوپہر ہوئی تو تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا اور تیسرے پہر تک رہا اور تیسرے پہر یسوع بڑی اونچی آواز میں چلایا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی جس کا ترجمہ ہے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ جو پاس کھڑے تھے ان میں سے بعض نے سن کر کہا دیکھو وہ ایلیا کو بلاتا ہے اور ایک نے دوڑ کر اسفنج کو سرکہ میں ڈبو کر سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا اور کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں کہ ایلیا اسے اتارنے آتا ہے یا نہیں پھر یسوع نے بڑی اونچی آواز میں چلا کر دم دے دیا۔"

(مرقس باب ۱۵ آیت ۳۳ تا ۳۷)

یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہودی سبت کے دن کوئی جرم نہیں کرتے بلکہ اس دن کا ان کے ہاں بہت احترام ہے۔ جب اندھیرا چھا گیا تو یہودیوں کو فکر پڑی کہ ایسا نہ ہو کہ اس اندھیرے میں ہی سبت کی رات شروع ہو جائے اور وہ سبت کے مجرم بن کر گناہ کے مرتکب ہوں چنانچہ یوسف آرمتیا جو پیلاطوس کا مشیر تھا وہ آیا اور جرأت کر کے پیلاطوس سے یسوع کی لاش کا طالب ہوا۔ پیلاطوس نے تعجب سے کہا کہ کیا وہ ایسا جلد مر گیا؟ چنانچہ پیلاطوس نے لاش یوسف کو دلا دی۔ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ ہی صلیب پر چڑھائے گئے تھے وہ ابھی زندہ تھے وہ بھی اتارے گئے۔ اور معمول کے مطابق سپاہیوں نے ان کی ہڈیاں توڑ دیں مسیح زخموں کی تاب نہ لا کر غشی کی حالت میں تھے اس لئے سپاہیوں نے انہیں مردہ جان کر ہڈیاں نہ توڑیں۔ البتہ:۔

"ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔"

(یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۵)

یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اس وقت کے رائج طریق صلیب سے ایک دو دن میں موت واقع نہیں ہو پاتی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے تک صلیب پر رکھا گیا۔ صلیب سے اتارنے کے بعد سپاہی کا پسلی چھیدنے سے خون اور پانی کا بہہ نکلنا زندگی کی علامت ہے مردہ سے خون اور پانی بہہ نہیں نکلتا۔ پیلاطوس نے تعجب سے کہا کہ کیا وہ اتنی جلدی مر گیا ہے۔؟ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ یہ سب باتیں اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ آپ صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ ہاں! آپ پر سخت بے ہوشی طاری تھی۔

صلیب سے اتارنے کے بعد جب لاش یوسف آرمتیا کو دی گئی تو آپ نے اسے ایک قبر میں رکھا جیسا کہ لکھا ہے:۔

"اور یوسف نے لاش کو لے کر صاف مہین چادر میں لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی رکھا۔ پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کر چلا گیا اور مریم مگدلینی اور دوسری مریم وہاں قبر کے سامنے بیٹھی تھیں۔"

(متی باب ۲۷ آیت ۵۹ تا ۶۰)

دراصل یوسف آرمتیا بھی پیلاطوس کی طرح حضرت مسیح کو راستباز اور خدا کا فرستادہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ قرائن سے واضح ہے کہ دونوں نے مل کر پلان بنایا تھا۔ مسیح کو صلیب پر اتنا کم وقت رکھا جائے کہ موت واقع نہ ہو۔ پروگرام کے مطابق یوسف آرمتیاہ نے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے۔ مثلاً قبر کھدوانا اور پیلاطوس سے لاش مانگنا وغیرہ۔ لاش کو قبر میں رکھنے کے بعد جب یہودیوں نے پیلاطوس سے کہا کہ قبر کی حفاظت کی جائے تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ تم خود نگرانی کر سکتے ہو۔ یہ بھی پیلاطوس کی زیرکی اور دانائی تھی کہ اگر قبر کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تو پیلاطوس کو عملی جامہ پہنانا دشوار تھا۔ پورا واقعہ جاننے کے لئے متی کی انجیل باب ۲۷ آیت ۶۲ سے لیکر ۶۶ تک دیکھی جا سکتی ہے۔

یوسف آرمتیاہ نے یہودیوں کی طرف سے نگران مقرر ہونے سے پہلے ہی لاش کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ یہودیوں کو جب تیسرے دن معلوم ہوا کہ لاش قبر میں نہیں ہے تب یہ مشہور کر دیا گیا کہ حضرت مسیح کے شاگرد مسیح کو چرا کر لے گئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کا دوسرا کامیاب سالانہ اجتماع

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے روح پرور اور بصیرت افروز پیغام

علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام

(رپورٹ مرتبہ)
مکرمہ بشریٰ صادقہ چیمہ صاحبہ، مکرمہ عائشہ سلطانہ صاحبہ، مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ، مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت کا دوسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۹ر ۱۰ر ۱۱ر اکتوبر کی تاریخوں میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے درج ذیل ۲۸ لجنات کی ۶۷ ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی:۔
حیدر آباد۔ سکندر آباد۔ یادگیر۔ شاہجہانپور ملکی۔ کیرنگ۔ موسیٰ بنی مائنز۔ کلکتہ۔ دلی ورنگ۔ شاہجہانپور۔ کوسمبی۔ برہم پورہ بربلی۔ پینگال۔ پینگاڈی۔ سرائیکٹ۔ مٹاور کوڈالی۔ میرٹھ۔ جڑچرلہ۔ چنتہ کنٹہ۔ وڈوائی دہلی۔ سرہ پورہ۔ عثمان آباد۔ بلاری۔ بنگلور کانپور۔

مورخہ ۹/۸۲ کو بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ اجتماع کی کارروائی مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ آف قادیان کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعدہٗ مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی قیادت میں لجنہ کا عہد دہرایا گیا۔ ازاں بعد محترمہ صدر صاحبہ نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد مکرمہ امۃ الرحمٰن خادم صاحبہ نے عربی قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ؏

یا عین فیض اللّٰہ والعرفان

کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے انتہائی روح پرور اور بصیرت افروز پیغامات پڑھ کر سنائے۔ بعدہٗ مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی۔ اور مکرمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے بہنوں سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع کے منعقد ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انعقاد اجتماع کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور ممبرات لجنہ کو مسابقت فی الخیرات کے جذبہ کے تحت کام کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرنے کی تلقین فرمائی۔

افتتاحی خطاب کے بعد محترمہ امۃ المتین صاحبہ آف یادگیر نے "لجنہ اماء اللہ کے سنہری اتحاد" کے عنوان پر تقریر کی اس ضمن میں آپ نے بیرون ملک مساجد کی تعمیر، تحریک جدید، وقف جدید اور تحریک تعلیم القرآن میں احمدی مستورات کے مثالی کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد تمام ممبرات گراؤنڈ میں تشریف لے گئیں۔ جہاں کھیلوں کا پروگرام ہوا۔ بعدہٗ نماز مغرب و عشاء باجماعت ادا کی گئیں۔

شبینہ اجلاس

ٹھیک ۷½ بجے شبینہ اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترمہ محبوب ظفر ہند صاحبہ سابقہ صدر لجنہ شاہجہانپور مکرمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ آف قادیان کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے نظم ؏

"اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے"

خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ لجنہ کے حفظ قرآن، حسن قرأت (معیار اوّل و دوم) اور لجنہ و ناصرات کے مابین بیت بازی کے مقابلے ہوئے۔ اس دوران محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے مقابلہ جات حفظ و حسن قرأت میں حصہ لینے والیوں کو نصائح فرمائیں۔

دوسرا دن

مورخہ ۱۰/۸۲ ٹھیک ۹ بجے زیر صدارت محترمہ امۃ المتین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یادگیر پروگرام کا آغاز ہوا۔ مکرمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ قادیان کی تلاوت قرآن کریم سے کارروائی شروع ہوئی۔ مکرمہ عطیہ بیگم صاحبہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؏

"تیری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم"

خوش الحانی سے سنا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ ازاں بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے پردہ کی رعایت سے درس قرآن مجید دیا۔ جس میں آپ نے سورۃ الحجرات کی چند آیات کا ترجمہ و تشریح فرمائی۔ بعدہٗ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس حدیث کے تحت ۱۰ احادیث نبویؐ کا ترجمہ و تشریح بیان کی۔ آپ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے تربیت اولاد کی طرف خصوصی توجہ دینے جھوٹ، غیبت اور چغل خوری سے اجتناب کرنے اور ہر ایک کے سامنے اعلیٰ اخلاقی نمونہ پیش کرنے کی دلنشین انداز میں تلقین فرمائی۔ آپ کے خطاب کے بعد تقاریر معیار اوّل کا مقابلہ ہوا۔ ازاں بعد قفل والا کالج کی ایک طالبہ کلجیت کور نے پنجابی میں تقریر کی اور محترمہ امۃ المتین صاحبہ یادگیر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ منظوم کلام کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔

اس کے بعد "ذکر حبیب علیہ السلام" کے عنوان کے تحت محترم ملک صلاح الدین صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے متعدد ایمان افروز واقعات سنائے۔ اس کے بعد لجنہ کے نظم خوانی اور تقاریر معیار دوم کے مقابلہ جات ہوئے۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر باجماعت پڑھنے کے بعد ٹھیک ۲½ بجے محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ کی زیر صدارت ناصرات الاحمدیہ کا پروگرام شروع ہوا۔ ناصرات کے تینوں گروپس کی بچیاں اپنا اپنا جھنڈا پکڑے ترانہ پڑھتے ہوئے اجتماع گاہ میں اپنی مقررہ جگہ پر آکر بیٹھ گئیں۔ عزیزہ طیبہ ناہید کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرمہ نسیم اختر صاحبہ کی قیادت میں عہد نامہ دہرایا گیا۔ اس کے بعد محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ نے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ نے ناصرات کی بچیوں سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے ناصرات کی تنظیم قائم کرنے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بچیوں کو اپنے دلوں میں عشق الٰہی اور عشق رسولؐ پیدا کرنے، نمازوں کی پابندی کرنے، سچ بولنے، اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے اور چھوٹوں سے نرمی و شفقت کا سلوک کرنے کی مؤثر رنگ میں تلقین فرمائی۔

آپ کے خطاب کے بعد معیار سوم کی پانچ بچیوں نے ترانہ ؏

"تو فضل مجھ کو کر عطا خوشبوں سے بھر دامن میرا"

خوش الحانی سے پڑھا۔ ازاں بعد ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نائب نگران ناصرات نے پڑھ کر سنائی اس کے بعد ناصرات معیار سوم کے حفظ قرآن، تقاریر اور نظم خوانی کے مقابلے کرائے گئے۔

بعدہٗ تمام ممبرات گراؤنڈ میں تشریف لے گئیں جہاں مختلف دلچسپ ورزشی مقابلے ہوئے اس کے بعد نماز مغرب و عشاء اجتماع گاہ میں باجماعت ادا کی گئیں۔

شبینہ اجلاس

ٹھیک ۷½ بجے شبینہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ مبارکہ مریم صاحبہ آف شاہجہانپور عزیزہ راشدہ تنویر کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ معیار دوم کی ۵ ممبرات نے ترانہ ؏

"اب بدل جائیگا یہ رنگ زمین و آسمان"

پڑھا۔ ازاں بعد معیار دوم کی ناصرات کے حفظ قرآن، حسن قرأت، نظم خوانی، تقاریر، بیت بازی اور لجنہ کے فی البدیہہ تقاریر کے مقابلے ہوئے۔

تیسرا دن

مورخہ ۱۱/۸۲ ٹھیک ۹ بجے اجلاس کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ خورشید بیگم صاحبہ آف قادیان ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ نے کی۔ اور عزیزہ بشریٰ جہاں افضل کلکتہ نے نظم ؏

"اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے"

خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد ناصرات معیار اوّل کے حفظ، حسن قرأت اور نظم خوانی کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

بعدہٗ مکرمہ سعیدہ عفت صاحبہ نے "سیرت حضرت اُم طاہرؓ" کے عنوان پر

تقریر کی جس میں آپ نے گھریلو زندگی میں حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا کے بہترین نمونہ، جذبہ خدمت دین، خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت، شفقت، نادریٔ، تربیت اولاد، درد دل سے دعائیں کرنا اور مہمان نوازی وغیرہ درخشندہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس تقریر کے بعد ناصرات معیار اول کی تقاریر فی البدیہہ تقاریر اور ذہنی آزمائش کے مقابلے کرائے گئے۔

آخری اجلاس

نماز ظہر و عصر با جماعت اجتماع گاہ میں ادا کرنے کے بعد ٹھیک ½۲ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ خادم نے کی مکرمہ شاہینہ مرزا صاحبہ نے نظم ؎
"کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا"
خوش الحانی سے پڑھی بعد ازاں بشریٰ طیبہ صاحبہ نے بعنوان "سیرت حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ" تقریر کی۔ جس میں حضرت سیدہ مرحومہ کے توکل علی اللہ، صبر و رضا، اولاد سے محبت، اور آپ کے فہم و فراست وغیرہ مختلف گوشوں کو اجاگر کیا گیا۔

اس کے بعد لجنہ کا ذہنی آزمائش کا مقابلہ کروایا گیا جس میں تاریخ اسلام و احمدیت اور خلفاء کی تحریکات کے متعلق سوالات پوچھے گئے۔ ازاں بعد باہر سے آنے والی نمائندگان مکرمہ مقبول جہاں صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دہلی، مکرمہ امۃ المتین صاحبہ صدر لجنہ یادگیر، مکرمہ صادقہ اسد صاحبہ نائب صدر لجنہ حلقہ اسی بی (حیدرآباد) مکرمہ مبارکہ رحیم صاحبہ شاہجہانپور، مکرمہ نصیرہ خاتون صاحبہ بریلی، مکرمہ طیبہ مبارکہ صاحبہ برہ پورہ، اور مکرمہ حشمت آراء صاحبہ خانپور ملکی نے دو دو منٹ میں اپنے تاثرات بیان کئے۔

تقسیم انعامات

سب سے پہلے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کو بہترین قیادت پر تمام لجنات بھارت کی طرف سے محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ قادیان نے ٹرافی پیش کی۔ جسے قبول کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے خدمت دین کی سعادت نصیب ہونے پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو اپنے سامنے رکھا ہے کہ ؎
"اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو"
پھر بھی آپ سب کے خلوص و محبت کے آئینہ میں اس ناچیز تحفہ کو میں قبول کرتی ہوں۔ اس موقعہ پر آپ نے اپنے لئے دعا کی درخواست بھی کی۔ بعد ازاں مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے ایک نظم ؎
"خدا کا فضل ہے کہ ہم قادیان میں رہتے ہیں"
خوش الحانی سے پڑھی جس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے تمام مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات میں انعام تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب سے نوازا۔ جس میں انعام پانے والی بچیوں اور ان کی ماؤں کو مبارکباد دی اور بہنوں کو ہمیشہ ان عظیم الشان تقاضوں کو اپنے سامنے رکھنے اور حتی الامکان انہیں بہترین رنگ میں پورا کرتے چلے جانے کی تلقین فرمائی جو احمدیت کی نئی صدی کے شاندار استقبال سے تعلق رکھتے ہیں۔

آخر میں آپ نے بیت النصرت لائبریری کے لئے تحریک کی کہ ابھی اس میں مزید چندہ جمع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قرضہ کی ادائیگی ہو سکے۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

انتظامی شعبہ جات

اس سال اجتماع کے کاموں کو بحسن رنگ میں سرانجام دینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کی صدر محترمہ سیدہ آپا جان صاحبہ تھیں۔ اس کمیٹی کے تحت موازنہ لجنات پروگرام۔ صفائی۔ تزئین اجتماع گاہ طعام ورزشی مقابلہ جات۔ ضیافت، رپورٹنگ انعامات اور ٹیب، رسائی وغیرہ شعبے قائم کرکے کام تقسیم کر دیئے گئے جس کی وجہ سے سب کام نہایت عمدگی سے ہوئے اور تمام ممبرات نے تعاون دیا۔ مہمان خواتین کے لئے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے اجتماع گاہ سے ملحقہ کمروں میں کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

موازنہ لجنات و ناصرات

شعبہ موازنہ کے تحت موازنہ کمیٹی نے تمام لجنات کی رپورٹوں کا جائزہ لے کر درج ذیل لجنات و ناصرات کو پوزیشن کا حقدار قرار دیا۔

شہری لجنات

اول .... لجنہ قادیان
دوئم .... رر سکندر آباد
سوئم .... رر سعید آباد
چہارم .... رر شیموگہ

لجنہ اماء اللہ عثمان آباد۔ شاہجہانپور، یادگیر اور برہ پورہ کو خصوصی انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

دیہاتی لجنات

اوّل .... لجنہ مینکال
دوئم .... جبڑ چرلہ
سوئم .... خانپور ملکی
چہارم .... کرڈاپلی

ساگر اور جینتہ کنٹہ کی لجنات خصوصی انعام کی مستحق قرار پائیں۔

شہری ناصرات

اوّل .... قادیان
دوئم .... شیموگہ
سوئم .... حیدرآباد
چہارم .... سکندرآباد

دیہاتی ناصرات

اوّل .... جبڑ چرلہ
دوئم .... خانپور ملکی
سوئم .... جینتہ کنٹہ

واضح رہے کہ اول آنے والی لجنہ کے لئے "نصرت جہاں بیگم" ٹرافی اور اول آنے والی ناصرات کے لئے "نواب مبارکہ بیگم" ٹرافی تیار کی گئی ہے۔ گذشتہ سال شہری اور دیہاتی لجنات کا اکٹھا موازنہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس سال علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے گذشتہ سال بھی یہ دونوں ٹرافیاں قادیان کو لجنہ نے حاصل کی تھیں اور اس سال بھی لجنہ قادیان ہی دونوں ٹرافیوں کی حقدار قرار پائی ہے۔ دیہاتی لجنہ اور ناصرات کو علیحدہ ٹرافیاں دی گئیں۔

مجلس شوریٰ

مورخہ ۱۱ رات ½۷ بجے اجتماع گاہ میں نمائندگان کی مجلس شوریٰ زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ منعقد ہوئی جس میں عزیزہ طیبہ صدیقہ قادیان کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے چندہ لجنہ مرکزیہ کی متوقع آمد اور اخراجات کے حساب سے بجٹ۔ لجنات کو اپنی تمام ممبرات کی صحیح تعداد اور تجنید فارم پُر کرنے۔ شرح چندہ ممبری و چندہ اجتماع، چندہ ممبری کا بجٹ بنانے کا صحیح طریق۔ تبلیغ کے کام کو تیز کرنے اور اس کی صحیح رپورٹ بھجوانے، ناصرات کی بچیوں کو یاد رکھنے کی باتیں حفظ کرانے اور نصاب دفتر سے منگوانے، تعلیم القرآن پر بہت توجہ دینے، دوران سال آئندہ صدی صد ناصرات کو نماز سادہ و با ترجمہ سکھا دینے، اجتماع کے پروگرام میں شرکت کے لئے دینی امتحان ضروری قرار دینے اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انتخاب صدر لجنہ مرکزیہ کے لئے صدر لجنہ مقامی کی تصدیق پیش کرنا تھا زیادہ سے زیادہ نمائندے بھجوانے وغیرہ امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

ورزشی مقابلہ جات:- پہلے دن مورخہ ۹ کو جلسہ گاہ نور میں ½۲ بجے کھیلوں کا پروگرام شروع ہوا۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے گیٹ میں داخل ہوتے وقت ربن کاٹ کر گراؤنڈ کا افتتاح فرمایا۔ گیٹ پر موجود دو ننھی بچیوں نے آپ کو گلدستے پیش کئے۔ ازاں بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کی زیر صدارت محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر دو ننھی بچیوں نے جو گراؤنڈ کے درمیان چھوٹے سے اسٹیج پر کھڑی تھیں بہت سے رنگین غبارے چھوڑے جس کے بعد معیار سوم کی ننھی بچیوں نے عہد دہرایا۔ افتتاح کے بعد معیار اوّل، دوم اور سوم کی ناصرات قادیان نے مل کر ایک ترانہ ؎
"ہم کام فقط کام فقط کام کریں گے"
پیش کیا۔ ترانے کے بعد معیار اول کی ناصرات نے محترمہ نصرت ریحان صاحبہ قادیان کی قیادت میں ڈرل کی۔ ازاں بعد پیغام رسانی، جاتی ریس، باسکٹ ریس، غبارہ ریس، میوزیکل چیئر، اور نشانہ غلیل کے مقابلے کرائے گئے۔

دوسرے دن بھی ½۲ بجے کھیل کا پروگرام محترمہ محبوب ظفر منز صاحبہ آف شاہجہانپور کی زیر صدارت عزیزہ مدرت ریحانہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ ازاں بعد برسہ گرو کیس نے ترانہ پڑھتے ہوئے جھنڈا پکڑ کر پوری گراؤنڈ کا چکر لگایا۔ اس کے بعد معیار اوّل نے پی۔ ٹی کی۔ بعد ازاں ناصرات کی درج ذیل کھیلیں کرائی گئیں۔ آنا پھونک کر بیہ اُٹھانا، غبارہ ریس، آبسٹیکل ریس، بوری ریس، ٹکو ٹکو کسٹر ریس، پانی میں سے سیب کھانا، بلائنڈ ریس، اور مینڈک ریس۔

غیر مسلم خواتین کی شرکت:- اجتماع کے دوسرے دن تغل والا کالج کی دو ٹیچرز اور ۲۰ طالبات تشریف لائیں۔ اور انہوں نے ہمارا پروگرام دلچسپی سے سُنا۔ اجلاس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ مرکزیہ نے ان سے قرآن کریم کی تعلیم کے بارہ میں تبادلہ خیالات کیا۔ اس کے علاوہ نصرت گرلز اسکول کی ایک اسٹاف ممبر اور قادیان کی تقریباً ۱۵ خواتین نے مختلف اوقات میں آکر پروگرام سُنا۔ مورخہ ۱۲ کو پروگرام کارکنات اور ناصرات کی بچیوں کو جمع کرکے محترمہ صدر صاحبہ مرکزیہ نے اجتماع کے بخیر و خوبی منعقد ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اجتماعی دعا کروائی۔

اس موقعہ پر ہم ان تمام بزرگان و احباب کا دلی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہیں جنہوں نے اجتماع کو کامیاب بنانے میں کسی نہ کسی رنگ میں مخلصانہ تعاون فرمایا ہے۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۵ پر)

ایک عیسائی منّاد سے دلچسپ تبادلۂ خیالات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن ـــ مدراس

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کی آمد کی اغراض میں سے ایک یکسر الصلیب یعنی صلیب کو توڑنا بیان فرمائی تھی۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۳ میں یوں مرقوم ہے :۔

یکسر الصلیب یُریدُ
ابطال النصرانیۃ ویحکم
بشرع الاسلام

یعنی کسر صلیب سے مراد عیسائی عقائد کا بطلان اور شریعت اسلام کو قوت بخشنا ہے۔

اس پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی عقائد کا بطلان اس رنگ میں ثابت فرمایا کہ صحیح معنوں میں صلیب کو توڑ کر رکھ دیا ہے چنانچہ مبلغین احمدیت کو جب بھی عیسائی منادوں اور پادریوں سے گفتگو کا موقعہ ملتا ہے۔ تو یہ حقیقت واضح رنگ میں سامنے آجاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن اور بائیبل کی بنیاد پر عیسائیت کا کھوکھلا پن روز روشن کی طرح ثابت فرمایا ہے۔ اسکی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔

مورخہ ۹/۸/۸۶ کی شام کو ایک عیسائی منّاد مشن ہاؤس میں تشریف لائے انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ پیدائشی طور پر ایک برہمن تھے۔ ان کا سابقہ نام چندر شیکھر تھا۔ سات سال قبل عیسائیت کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کو قبول کیا اور ایک عیسائی سکول میں عیسائیت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اب چند سال سے مبلغ عیسائیت کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اور موجودہ نام پال ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ عیسائی جہاز DOULUS کے آس پاس تقسیم کیا گیا احمدیہ لٹریچر حاصل کر کے تبادلہ خیالات کے لئے میرے پاس آئے ہیں۔

میں نے انہیں پوری بات کرنے کا موقعہ دیا۔ انہوں نے بتایا کہ تمام بنی نوع انسان پیدائشی طور پر اس لئے گنہگار ہیں کہ آدم اور حوّا نے ممنوعہ پھل کھایا تھا۔ بالآخر خدا نے اپنے رحم کے اظہار کرکے تمام بنی نوع انسان کو گناہ کے اس بوجھ سے نجات دلانے کے لئے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو بھیجا انہوں نے تمام انسانوں کے گناہوں کے بوجھ کو اپنے سر لیکر صلیب پر جان دے دی۔ اب اس صلیبی موت پر ایمان لانے کا نتیجہ [illegible] انسان کو نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز انہوں نے بتایا کہ یسوع مسیح خدا اور خدا کا بیٹا بھی ہیں۔

ان کی تمام باتیں خاموشی سے سننے کے بعد میں نے بائیبل سامنے رکھ کر اس کی بنیاد پر ان کے تمام عقائد کا بطلان ثابت کیا جو اختصار کے ساتھ قارئین بدر کی دلچسپی کے لئے یہاں درج ہے کیا جاتا ہے۔

تردید کفارہ:۔ سب سے پہلے عیسائیوں کا بنیادی عقیدہ کفارہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ بائبل ہی کی رو سے اس کی بے حقیقت ثابت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بائیبل کہتی ہے کہ۔

"خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے اُگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک وبد کی پہچان کا درخت بھی لگایا .... اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا۔ تو مرا۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اُسے کھاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کے مانند نیک وبد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔ عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے کھایا تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔

(پیدائش باب ۲ اور ۳ ملاحظہ ہو)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہو جاتے ہیں۔

۱) خداوند نے اس لئے مذکورہ درخت کے پھل کھانے سے منع کیا تھا کہ مبادا انسان نیک و بد کو پہچان کر خدا کی مانند ہو جائے۔

۲) خداوند نے کہا تھا کہ اگر تم (آدم اور حوّا) اُس ممنوعہ درخت کے پھل کھاؤ گے تو دونوں مر جاؤ گے۔

۳) لیکن سانپ (شیطان) نے کہا کہ تم اس پھل کو کھاؤ گے تو نہیں مرو گے۔

۴) آدم اور حوّا نے مذکورہ (ممنوعہ) پھل کھایا۔ لیکن نہیں مرے بلکہ ان کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنی ننگ کو محسوس کرنے لگے۔ یعنی نیک و بد کی پہچان ان کو حاصل ہوئی۔

مذکورہ حوالہ سے ظاہر ہے کہ آدم اور حوّا نے نیک و بد کی پہچان حاصل کرنے اور اس طرح خدا کی مانند بننے یعنی خدائی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی نیک نیتی سے مذکورہ پھل کھایا تھا۔ وہ ایسا خطرناک گناہ نہیں تھا جس کی بخشش ہی نہیں ہو سکتی۔

ایک اور بات اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ خدا نے یہ کہا تھا کہ اگر ممنوعہ پھل کھاؤ گے تو تم مر جاؤ گے۔ لیکن اس کے بالمقابل شیطان نے یہ کہا تھا کہ تم نہیں مرو گے۔ اس کے بعد ان دونوں نے پھل کھایا۔ لیکن نہیں مرے کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی بات جھوٹی نکلی اور شیطان کی سچی۔ بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ اگر آدم اور حوّا نے ایک گناہ کر ڈالا تھا تو اس کے لئے خدا نے اتنی بڑی سزا دی نہ اُن دونوں کے لئے دی بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے دی کہ۔

"خداوند نے عورت سے کہا کہ میں تیری دردِ حمل کو بہت بڑھاؤنگا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی۔ وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم سے اُس نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اُس کی پیداوار کھائے گا..... تو اپنے منہ کے پسینہ کی روٹی کھائے گا۔

(پیدائش باب ۳ ملاحظہ ہو)

یعنی نیک نیتی سے اور ایک اچھے مقصد کی خاطر آدم اور حوّا کے بقول عیسائیوں کے ایک گناہ کرنے کے نتیجہ میں ابدی طور پر ہر عورت کے لئے یہ سزا مقرر کی جاتی ہے کہ وہ درد کے ساتھ بچے جنے گی۔ اور ہر مرد کے لئے یہ سزا مقرر ہوئی ہوئی کہ وہ ہمیشہ پسینہ بہا کر بہت محنت اور مشقت کے ساتھ روٹی کھایا کرے گا۔ اور بے چاری زمین کو جس کا کوئی قصور نہیں ہمیشہ کے لئے لعنتی بنایا۔

الغرض آدم اور حوّا کے ناکردہ گناہ کے سبب ہزارہا سال سے خدا ہر مرد اور عورت کو یہ سزا دیتا رہا۔ پھر بھی اس کا غیظ و غضب ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اپنے معصوم اور بے گناہ بیٹے کو زمین پر بھیجا تاکہ بنی نوع انسان کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لے کر صلیب کی لعنتی موت مارا جائے چنانچہ بقول عیسائیوں کے یسوع مسیح نے تمام انسانوں کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لے کر صلیب پر جان دے دی۔ لیکن اتنا سب کچھ ہو چکنے کے بعد بھی خدا کے غضب کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی وہ بھڑکتی ہوا رہی یعنی باوجود اس صلیبی موت پر ایمان لانے کے تمام مرد اور عورتیں گنہگار کے گنہگار ہی ٹھہرے رہے اس لئے کہ اس کے بعد بھی عورت دردِ زہ سے بچے جنتی ہے اور مرد کو پسینہ کی یعنی محنت و مشقت کی روٹی ہی کھانا نصیب ہو رہا ہے۔ کتنا ظالم اور سفاک خدا ہے جس کو عیسائیت پیش

کرتی ہے۔

یہاں پر ایک اور بہت بڑا سوال قابل حل ہے کہ اگر یسوع مسیح کی آمد کی غرض ہی دنیا کو گناہ سے نجات دلانے کے لئے دنیا کے تمام گناہوں کو اپنے اوپر لے کر صلیبی موت کو اپنانا ہے تو انہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنی آمد کی غرض و غایت کو پا لینے کے لئے کوشش کرتے اور جلدی کرتے۔

لیکن آپ کا ردعمل کیا تھا؟ بائیبل کہتی ہے کہ جب یسوع مسیح کو معلوم ہوا کہ حکام کی طرف سے ان کی سزا سنائی جانے والی ہے تو بہت گھبرا گئے اور موت کا یہ پیالہ ٹلنے کے لئے خون پسینہ میں تبدیل کر کے رات بھر دعائیں کرتے رہے۔ اور اپنے شاگردوں کو مجبور کیا کہ وہ بھی دعائیں کریں۔ اور علیحدگی میں جا کر دعا کرتے رہے جب تھوڑی دیر بعد اپنے شاگردوں کے پاس آئے تو انہیں سوتے ہوئے پایا اس سے بہت برہم ہو کر انہیں جگایا اور دعا کرنے کے لئے مجبور کرتے رہے

(ملاحظہ ہو لوقا ۴۸-۴۱ : ۲۲)

جب یسوع کو صلیب پر لٹکایا گیا تو انہوں نے تیز آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (متی ۴۶ : ۲۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کبھی بھی صلیب کی لعنتی موت مرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس سے بچنے کے لئے بہت کوشش اور دعائیں کرتے رہے تھے۔ گویا کہ وہ اپنی آمد کے مقصد سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔

ایک اور بات بھی یہاں پر قابل غور ہے۔ یسوع مسیح نے نیک و بد کی پہچان کی ایک عظیم الشان علامت یہ بیان فرمائی ہے۔

"خدا گنہگاروں کی نہیں سنتا لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو وہ اسکی سنتا ہے۔ (یوحنا ۲۲ : ۹)

اس علامت کی رو سے اگر یسوع مسیح کی درد بھری دعائیں خدا تعالیٰ مسترد کر کے انہیں صلیبی موت مار ڈالتا تو یسوع مسیح کے متعلق ماننا پڑے گا کہ وہ نعوذ باللہ گنہگار اور لعنتی تھے لیکن اس کے بالمقابل اگر خدا تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرما کر آپ کو صلیبی لعنتی موت سے بچا لیتا تو موجودہ عیسائیت کی عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی! انجیل یہ کہتی ہے کہ خدا نے یسوع مسیح کی دعا قبول کی تھی :-

"یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے (یوحنا ۴۲ , ۴۱ : ۱۱)

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی۔ (عبرانیوں ۷ : ۵)

الغرض بائبل کے عہد نامہ جدید سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع مسیح کی دعاؤں کو سنا اور آپ کو صلیبی موت سے نجات دی۔

یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے :- علاوہ ازیں انجیل نہایت وضاحت سے کہتی ہے کہ یسوع مسیح یقیناً صلیب پر نہیں مرے تھے بلکہ اس پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ یسوع فرماتے ہیں :-

"اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا اسی طرح ابن آدم (خود) تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔

(متی ۴۰ , ۳۹ : ۱۲)

گویا کہ یسوع مسیح نے اپنی صداقت کی ایک ہی علامت بیان فرمائی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ یوناہ نبی زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں گئے تھے اور زندہ ہی اس کے اندر رہے اور زندہ ہی باہر نکلے تھے۔ لہٰذا یسوع مسیح بھی زمین کے اندر بنائے گئے قبر نما کمرے میں زندہ ہی جانا اور زندہ ہی اس کے اندر رہنا اور زندہ ہی اس کے اندر سے باہر آنا چاہیئے چنانچہ صلیبی واقعہ کے بعد آپ مذکورہ قبر نما کمرے میں زندہ ہی گئے زندہ ہی رہے اور زندہ ہی باہر نکلے تھے۔ اگر آپ صلیب پر سے مردہ کی حیثیت سے اتارے گئے تھے اور مردہ ہی قبر میں رہے تھے تو یہ نشان اور یوناہ کے ساتھ مشابہت آپ پر صادق نہیں آتی۔

یسوع مسیح صرف تین گھنٹے ہی صلیب پر رہے تھے اس کے بعد اتار لئے گئے تھے۔ صلیب پر جان دینے کے لئے یہ مختصر وقفہ کافی نہیں تھا۔

جب یسوع کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا تو اس وقت دو چوروں کو بھی صلیب کی سزا دی گئی تھی۔ سبت کی رات شروع ہو جانے کی وجہ سے ان کو صلیب پر سے اتارے جانے سے قبل ان کی ٹانگیں توڑ دی گئی تھیں تاکہ وہ دونوں مر جائیں لیکن یسوع مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑی گئی تھیں (یوحنا ۳۳ : ۱۹)

ایک سپاہی نے اپنے بھالے سے یسوع مسیح کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا جو ایک مردہ جسم سے نہیں نکل سکتا تھا (یوحنا ۳۴ : ۱۹)

جب صلیب پر سے انہیں اتارا گیا تو ان کا جسم ان کے دوستوں اور شاگردوں کے سپرد کیا گیا تھا دشمنوں کے نہیں (یوحنا ۳۸ : ۱۹)

صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد انہیں ایک قبر نما کمرے میں رکھا گیا جس میں ایک سے زائد افراد رہ سکتے تھے وہاں ان کے زخموں پر لگانے کے لئے ایک مرہم تیار کی گئی جو مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک مردہ جسم کے لئے مرہم کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

تیسرے روز یسوع مسیح ایک باغبان کی شکل میں مذکورہ قبر نما کمرے سے باہر نکلے جن کو ان کی شاگرد عورت مریم مگدلینی پہچان نہ سکی۔

اس کے بعد یسوع اپنے شاگردوں سے ملنے گئے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر یسوع نے ان کو کہا کہ تم کیوں گھبراتے ہو میں روح نہیں ہوں۔ میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو مجھے چھو کر دیکھو روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ آپ نے انہیں اپنے زخمی ہاتھ اور پاؤں دکھائے پھر آپ نے ان سے کہا کہ یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ آپ نے اسے لے کر ان کے سامنے کھایا (لوقا باب ۲۴ ملاحظہ ہو)

ان تمام واقعات سے یسوع مسیح کا صلیب پر سے زندہ اتارا جانا ثابت ہے۔ اور اس طرح عیسائیوں کا یہ عقیدہ غلط اور بے بنیاد ثابت ہوا کہ یسوع مسیح تمام انسانوں کے ناکردہ گناہوں کو اپنے اوپر لے کر صلیب پر جان دے دی اور اس طرح بنی نوع انسان کو ان کے گناہوں سے نجات دی۔ یہ باطل عقیدہ ہی عیسائیت کی بنیاد ہے جیسا کہ سینٹ پال (St. Paul) کہتے ہیں اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ

(کرنتھیوں ۱۴ : ۱۵)

نیز ایک مشہور امریکن پادری ڈاکٹر زویمر کہتے ہیں۔

IF OUR BELIEF IN THE DEATH OF CHRIST ON THE CROSS IS WRONG THEN THE WHOLE OF CHRISTIANITY IS A FALSE.

یعنی اگر یسوع مسیح کی صلیب پر موت ثابت نہ ہو تو ساری عیسائیت غلط ثابت ہو جاتی۔

خاکسار مذکورہ مبشر عیسائیت کو بتایا کہ حضرت یسوع مسیح خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ اور پیغامبر تھے۔ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا تو یہ کوئی نئی بات نہ تھی بائبل اس سے بھری پڑی ہے مثلاً اسرائیل کو خدا نے پلوٹھا بیٹا کہا ہے۔ یہ استعارہ بائبل میں دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں بائبل سے متعدد اقتباسات پیش کئے گئے جو بخوف طوالت قلم انداز کئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت یسوع مسیح نے جن کا خود ابن آدم ہونے کا اقرار ہے اگر کہیں اپنے آپ کو ابن اللہ کہا تھا تو مذکورہ بالا اصطلاح کے مطابق استعارہ کے رنگ میں تھا نہ کہ حقیقی طور پر آپ کا دعویٰ تھا۔ بائبل کے دونوں عہد ناموں میں خدا تعالیٰ کی توحید کی ہی تعلیم دی گئی تھی جسکی وضاحت خاکسار نے مذکورہ مبلغ عیسائیت کو بائبل کے مختلف حوالوں سے کی۔ نیز اعمال ۲۴ : ۱۷ کے حوالہ سے بتایا کہ "جس خدا نے دنیا اور اس کی سب چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ ان حقائق کی موجودگی میں یسوع مسیح کو خدا قرار دینا اور ان کا بت بنا کر اس کے آگے سر جھکانا یسوع مسیح کی اپنی تعلیم کی خلاف ورزی اور صریحاً کفر ہے۔ اس طویل گفتگو کے آخر میں خاکسار نے حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق اور حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں متعدد پیش خبریاں اور بشارتیں جو بائبل میں درج ہیں ان کے سامنے رکھ کر وضاحت کی طوالت کے خوف سے ان حصہ کو ترک کرتا ہوں۔ یہ تمام باتیں نہایت غور سے سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ باتیں سب میرے لئے بالکل نئی ہیں میں ان باتوں کا جواب دینے کے موقف میں نہیں ہوں۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ سات سال قبل جبکہ میں عیسائیت کا مطالعہ کر رہا تھا مجھے اسلام کا پیغام مل جاتا تو اس بارے میں ضرور تحقیق کرتا۔ اب ان باتوں کو سن کر میں شش و پنج میں پڑ گیا ہوں میں ایک عیسائی مبلغ ہو کر آپ کی کسی بات کا جواب نہیں دے پا رہا ہوں۔ ان کو خدائے واحد کے حضور ہدایت

... رکھنے اور استفسار کرنے کی تحریک کی اور یہ بھی بتایا کہ اگر آپ کسی بڑے پادری سے تبادلہ خیال کروانا چاہیں تو ہم اس کے لئے ہر وقت

ضروری اعلان

مکرم جناب سردار مہندر سنگھ صاحب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ صدر انجمن احمدیہ امرتسر نے اطلاع دی ہے کہ اب ان کا نیا فون نمبر ۶۳۱۱۵ ہے۔ سابقہ نمبر ۴۲۷۶۱ تھا۔ اطلاعاً تحریر ہے

ناظر اعلیٰ قادیان

انتخاب قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال ۸۷ء تا ۱۹۸۹ء

جملہ صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست کی جاتی ہے کہ نومبر ۱۹۸۷ء تا اکتوبر ۱۹۸۹ء (دو سال کے لئے) اپنی اپنی جماعت میں قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب کروا کر بغرض منظوری دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

ضرورت ہے!

اخبار بدر کی کتابت کے لئے دو کاتبوں کی ضرورت ہے۔ جو دوست اس سلسلہ میں مرکز میں رہ کر خدمت بجا لانا چاہیں وہ اپنے کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں جلد از جلد دفتر نگران بورڈ بدر میں ارسال فرمائیں۔

صدر نگران بورڈ بدر قادیان

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا دوسرا سالانہ اجتماع

(بقیہ صفحہ ۱۲)

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ہماری درخواست پر مستورات کو اپنے خطاب سے نوازا۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب اور مکرم مولوی کریم الدین صاحب شاہد نے قرآن کریم اور حدیث شریف کا درس دیا۔ نیز مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے لجنہ کے مقابلہ جات کی ججمنٹ بھی فرمائی۔

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مہمان مستورات کے طعام کا بندوبست کروایا۔

مکرم انچارج صاحب لاؤڈ اسپیکر نے تینوں دن مائیک اور روشنی کا بہترین انتظام کیا، شامیانہ اور قناتیں لگانے والے عملہ نے بروقت تمام کام سرانجام دیئے۔ اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تینوں دن اجتماع گاہ میں وجود رہ کر شرف اپنے زریں مشوروں اور ہدایات سے نوازا بلکہ لجنہ دناصرات کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ فجزاھم اللہ خیراً

ولادت

مورخہ ۲۰ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محبوب احمد تجویز فرمایا ہے۔ عزیزہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد نائب ناظر اعلیٰ قادیان کا نواسہ اور مکرم چوہدری خلیل انصاری صاحب سمیر کا پوتا ہے۔ مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے نومولود کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور نیک صالح خادم دین بننے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار مبارک احمد سلیم کارکن فضل عمر پریس قادیان

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO

31/E/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE {275475
RESI {273605} CALCUTA-700073

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA - PHONE-279263

CORD BOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

خاتمیں پوری کریگا کیا تیری عاجز بشر ﴿ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

راچوری الیکٹریکلس الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS.

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT.

FLOT NO. 6 GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE HOUSE

ANDHERI (EAST)

PHONE {OFFICE-6348179} BOMBAY
{RESI.-629389} 400099

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِر

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، شمالی ناظم آباد، کراچی

(فون نمبر ۶۱۴۷۰۹۶)

نصیحت وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آٹو ونگس

AUTOWINGS.

13-SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS. 600004

PHONE { 76300,
74350.

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ: کوشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس پیسٹ آکسٹ جیون ڈیلیسر۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:- 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے!"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS.

CHANDAN BAZAR BHADRAK. DISTT. BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" - { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ اسلام آباد کشمیر	**گولڈ لک الیکٹرانکس** انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی **اوشا** پنکھے اور سلائی مشین کی
سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے

(کشتی نوح)

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS EDUCATIONAL SUPPLIERS

CANNANORE -670001 - PHONE No - 4498

HEAD OFFICE :- P.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE-NO - 12

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:-

SAIRA Traders.

WHOLE SALE IN HAWAI & P.V.C. CHAPPLS

SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD. 500002

PHONE NO - 522260.

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۳)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

پتہ:

نمبر ۲۴۰ / ۲ / ۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ آندھرا پردیش

فون نمبر:- ۴۲۹۱۶

"میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود۔ جلد اول صفحہ ۲۰۶)

NIR ®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب رجسٹرڈ ہوائی چپل، نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!